جلد 13 شمارہ 6 مئی 2011ء جمادی الثانی 1432ھ

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا

صداقت

اللہ

محبت

سِلسلہ عالیہ توحیدیہ

ہے عرش بھی نیچا جو ہو پرواز مسلسل

ماہنامہ

فلاحِ آدمیت

ماہنامہ
فلاح آدمیت
گوجرانوالہ

عالمگیر محبت اور بنی نوع انسان کی اصلاح و فلاح کا علمبردار

بیاد **خواجہ عبدالحکیم انصاری** رح

بانی سلسلہ

نگران و سرپرست

محمد صدیق ڈار توحیدی صاحب

شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ

Mob: 0300-6493335

مدیر : احمد رضا خان

نائب مدیر : سید رحمت اللہ توحیدی

تقسیم کنندہ : نعمان احمد
0300-6452570

ڈیزائننگ اینڈ کمپوزنگ : محمد رفیق

مجلس ادارت

خالد مسعود، پروفیسر منیر احمد لودھی

ائیر کموڈور (ر) اعجاز الدین

پیر خان، عتیق احمد عباسی

ایم طالب، عبدالقیوم ہاشمی

پروفیسر غلام شبیر شاہد

شیخ سلسلہ و مدیر سے رابطہ کے لئے

مرکز تعمیر ملت (ڈاکخانہ سکینڈری بورڈ)

وحید کالونی کوٹ شاہاں گوجرانوالہ

Ph:055-3862835
055-4005431

رابطہ مدیر: 0321-6400942

فیکس نمبر: +92-55-3736841

ای میل: info@toheedia.net

قیمت شمارہ ———— -/30 روپے

سالانہ فنڈ ———— -/300 روپے

پبلشر عامر رشید انصاری نے معراجدین پرنٹرز مچھلی منڈی لاہور سے چھپوا کر مرکز تعمیر ملت جی ٹی روڈ گوجرانوالہ سے شائع کیا

اس شمارے میں

Scanned with CamScanner

دل کی بات

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سلسلہ عالیہ توحیدیہ کا سالانہ اِجتماع پچھلے ماہ اپریل 2011 میں بخیر وخوبی منعقد ہوا جس میں پاکستان بھر سے آئے ہوئے توحیدیوں نے شرکت کی اور اپنے اذہان وقلوب کو اللہ کے ذکر سے معطر کیا اور روح کی غذا کا وافر سٹاک حاصل کیا۔ اِس اجتماع کی سب سے خاص بات قبلہ ڈار صاحب کا لاہور کے بھائی جناب مولوی محمد یعقوب صاحب کو اپنا جانشین مقرر کرنا ہے۔ جو قبلہ انصاری صاحبؒ سے بیعت ہیں اور قبلہ ڈار صاحب سے رشتہ داری کا کوئی واسطہ نہیں رکھتے۔ آپکی نامزدگی بانی سلسلہ انصاریؒ صاحب کے ہدایت کے عین مطابق ہوئی۔ اُمید کی جاتی ہے کہ مولوی یعقوب صاحب سلسلہ کی مصروفیات کو مدنظر رکھتے ہوئے جلد ہی بابا جی ڈار صاحب کی معاونت کیلئے "مرکز تعمیر ملت" تشریف لے آئیں گے۔ بانی سلسلہ عالیہ توحیدیہ قبلہ عبدالحکیم انصاریؒ فرمایا کرتے تھے کہ "میں آپ لوگوں کو صحوی تصوف سکھا رہا ہوں نہ کہ سُکری"۔ سُکری تصوف والے حضرات اپنی روحانی کیفیات میں سرمست رہتے ہیں اور انہیں کسی کے حال سے کوئی اعتراض نہیں ہوتی۔ انہیں بس اپنی مستی اور کیف سی غرض ہوتی ہے۔ جبکہ صحوی تصوف والے لوگ نہ صرف اللہ سے ہر آن اپنا تعلق بڑھاتے رہتے ہیں بلکہ دنیاداری کے تمام کام بھی بخیر وخوبی انجام دیتے ہیں اور صحیح معنوں میں سنت اطہر کی پیروی کرتے ہیں کہ آپؐ نے دنیا کے تمام کاموں کو بطریق احسن کیا تا کہ ہمیں یہ سبق ملے کہ اللہ تک پہنچنے کیلئے ضروری نہیں کہ چلّے کاٹے جائیں یا مخصوص وضع قطع اختیار کی جائے بلکہ اللہ کو یاد رکھنے کے ساتھ ساتھ اپنے متعلقین اور دائرہ کار کے اندر اپنے فرائض وحقوق کا بہتر انداز سے خیال رکھنا ضروری ہے اور اِسی سے روحانی پرواز و بالیدگی میں ترقی آتی چلی جائے گی۔ اور توحیدیوں کو ایسی ہی تعلیم دی جاتی ہے جس میں دین اور دنیا اور روحانیت کوئی الگ الگ چیزیں نہیں بلکہ ایک دوسرے میں پیوست ہیں۔ اِسی لئے توحیدی بھائیوں سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ ایک نئے ولولے اور جوش کیساتھ اپنے اپنے علاقوں میں جا کر اللہ کا پیغام عام کرنے میں جُت چکے ہوں گے۔ اور لوگوں کی روحانی اصلاح کے ذریعے

اپنے روحانی درجات کی بلندی کی فکر میں ہوں گے کہ "ایک ہی درجے پر بیٹھ رہنا مومن کا شیوہ نہیں"۔

بھائیوں کو دعوت کے کام میں مدد دینے کیلئے "مرکز تعمیر ملت" نے "مکتبہ توحیدیہ" کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا ہوا ہے جسکی مطبوعہ کتب دعوتی سرگرمیوں کیلئے بہترین ذریعہ ہیں۔ جبکہ ماہنامہ "فلاح آدمیت" بھی اِسی غرض سے شائع کیا جاتا ہے کہ توحید، اللہ کے پیار اور عالمگیر محبت کی یہ دعوت زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچے۔ اِس لئے بھائیوں کو چاہیے کہ وہ صرف اپنے حصے کا پرچہ نہ خریدیں بلکہ اپنے کم از کم دو احباب کو اِسکا سالانہ خریدار ضرور بنوائیں۔ اگر ایسا ممکن نہیں تو انکو ہدیۃً ضرور دیں۔ اِس لئے میری خادمان حلقہ جات سے خصوصی گزارش ہے کہ اپنے شہر میں مجلّہ کے ممبران بڑھانے کیلئے خصوصی مہم چلائیں اور زیادہ سے زیادہ احباب کو مجلّہ کا ممبر بنوائیں۔ اِس سلسلے میں ادارے نے خصوصی اہداف مقرر کئے ہیں جو خادمانِ حلقہ کو ذاتی طور پر بتا دیئے جائیں گے۔ اور یہ اِنکی ذمہ داری ہوگی کہ ماہِ اگست تک مطلوبہ ممبران کی تعداد ہر صورت پوری کریں۔ اِس کام کیلئے انہیں بھائیوں کو تحریک دینی ہوگی اور TEAM SPIRIT کے تحت کام کرنا ہوگا۔ تبھی اُمید کی جاسکتی ہے کہ ہم نے "فلاح آدمیت" کی اشاعت میں اضافے کا جو ہدف مقرر کیا ہے وہ پورا ہو۔

سالانہ اِجتماع کی تفصیلی کاروائی سید رحمت اللہ شاہ نے قلمبند کی ہے جو اِس شمارے میں قارئین کیلئے پیش کی جارہی ہے علاوہ ازیں اپریل کا مجلّہ چونکہ خاص نمبر تھا اِس لئے ماہ مارچ میں ہونیوالی خواتین کی تقریب کی روداد بھی اِسی شمارے میں شامل ہے

اللہ کریم ہمارے جذبوں کو مزید بلند فرمائے اور انہیں درست سمت میں رکھنے کیلئے ہماری مدد فرمائے۔ (آمین)

والسلام

مدیر

"ماہنامہ فلاحِ آدمیت"۔

درس قرآن

(ڈاکٹر غلام مرتضیٰ ملک)

نام

پہلی آیت میں غُلِبَتِ الرُّوْم سے اِس سورۃ کا علامتی نام اخذ کیا گیا ہے۔

زمانہ نزول

یہ سورۃ بھی ہجرتِ حبشہ ہی کے زمانے میں نازل ہوئی۔

پس منظر

اِس سورۃ کی ابتدائی آیات قرآنِ مجید کے مُنَزَّلٌ مِّنَ اللّٰہ (اللہ کی طرف سے نازل شدہ) ہونے اور نبی کریم ﷺ کی نبوت پر واضح دلیل ہیں۔ اِس سلسلہ مضامین سے قبل اِس سورۃ میں مذکور واقعے کا تاریخی پس منظر جاننا ازحد ضروری ہے۔

نبوت سے چند سال قبل روم میں بغاوت ہوئی۔ قیصر روم ماریس (Mauric) کی جگہ فوکاس (Phocas) نامی ایک شخص تخت نشین ہوا اور اِس نے ماریس کے بیٹوں کو باپ کی موجودگی میں قتل کر دیا۔ پھر ماریس کو قتل کر کے اِس کا سر قسطنطنیہ میں لٹکوا دیا۔ بعد ازاں اِس کی بیوی اور بیٹیوں کو بھی قتل کر کے اِس خاندان کا نام ونشان مٹا ڈالا۔

اِن دنوں فارس (ایران) پر خسرو پرویز حکمران تھا جس پر ماریس کے بے حد احسانات تھے اور اِسی باعث پرویز ماریس کو باپ کہتا تھا۔ فوکاس کی اِس بربریت اور سفاکی پر پرویز نے فوکاس کے خلاف جنگ کا فیصلہ کر لیا اور روم کو فتح کر لیا۔ فتح روم کے بعد پرویز نے فوکاس کو گرفتار کر کے اِس کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا جو فوکاس نے ماریس کے ساتھ کیا تھا۔ اِس جنگ میں یہود نے مکمل طور پر اور نصرانیوں میں سے نسطوری اور یعقوبی فرقوں نے بھی پرویز کا ساتھ دیا۔ فارسی فوجوں نے فتح روم کے بعد پیش قدمی جاری رکھی اور اردن، فلسطین اور صحرائے سینا کے علاقوں سے ہوتے ہوئے مصر کی حدود تک جا پہنچیں۔

جب عیسائیوں کو شکست ہوئی تو اہل مکہ نے کہا کہ آتش پرست ایرانی غلبہ حاصل کر رہے ہیں۔ جبکہ اللہ کی توحید کے قائل عیسائی ذلت و رسوائی کی چکی میں پس رہے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح ہم عرب بت پرست بھی ان مسلمانوں کو ملیامیٹ کر دیں گے۔ قرآن مجید ایسے کڑے اور نازک حالات میں پیش گوئی کر رہا ہے جو اس سورۃ کی ابتدائی آیات میں مذکور ہے کہ اس مغلوبیت کے بعد غلبہ اور اقتدار جلد رومیوں کو واپس مل جائے گا۔ ان آیات کے نزول کے وقت کفارِ مکہ نے خوب مذاق اُڑایا۔ اس پر اُبی بن خلف نے سیدنا ابوبکرؓ سے شرط باندھ لی۔ یہ طے ہوا کہ اگر تین سال کے اندر رومی غالب آ گئے تو شرط ابوبکرؓ کے حق میں ہوگی۔ جب نبی اکرم ﷺ کو اس بات کا پتا چلا تو آپ نے فرمایا کہ لفظ ''بضع'' کا اطلاق دس سے کم پر ہوتا ہے۔ اس شرط میں یوں ترمیم کر لو کہ دس سال کے اندر اندر غلبہ رومیوں کو حاصل ہوگا اور شرط کے اونٹوں کی تعداد سو ہوگی۔

ہجرتِ مدینہ کے بعد دوسرے ہی سال ہرقل نے حملے کا آغاز کیا۔ آرمیںیا کی راستے آذربائی جان میں داخل ہو کر روسیاہ کو تباہ کیا اور فارسی آتش کدے کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ اِدھر اسی سال معرکہ بدر میں کفارِ مکہ کو ذلت و رسوائی کے داغ چاٹنے پڑے۔ گویا ایک ہی دور میں دو پیش گوئیاں پوری ہوئیں۔ قرآنِ مجید کی اس پیش گوئی کے پورے ہونے پر اُبی بن خلف کے ورثاء نے 100 اونٹ دے کر اِس شرط کو پورا کیا۔ اِس دور میں شرط کی حرمت کے احکام نازل ہو چکے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے وہ سارے اونٹ صدقہ کر دینے کا حکم دیا۔

مضامین

سورۃ کا آغاز رومیوں کی مغلوبیت اور پھر ان کے غلبے کی پیش گوئی کے ساتھ ہے۔

اِس میں انسان کو یہ بتایا گیا کہ ''آدمی غلط اندازہ لگاتا ہے اور پھر اپنی ظاہری زندگی میں ان اندازوں پر اِس قدر اعتماد کر لیتا ہے کہ پوری زندگی داؤ پر لگانے کو تیار ہو جاتا ہے''۔ یہ سب کچھ عقیدہ آخرت سے لاتعلقی کا نتیجہ ہے جبکہ انسانی زندگی کا قبلہ درست رکھنے کیلئے عقیدہ آخرت کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔

اِس کے بعد فطری دین یعنی توحید کا ذکر ہے جس میں شرک کا بطلان از خود ہو رہا ہے۔ کیونکہ

شرک فطرتِ سلیمہ کے برعکس ہے اور موجودہ دور کی دو قومیں اِسی شرک کے باعث باہم جنگ و جدال کا شکار ہیں۔

اواخر سورۃ میں بارش کی تمثیل کا ذکر کر کے بتایا کہ جس طرح بارش کے بعد زمین پر آثار حیات نمایاں ہوتے ہیں اور ہر سُو سبزہ لہلہانے لگتا ہے، اِسی طرح جب زمین پر رحمتِ الٰہی کا نزول ہوتا ہے تو انسانیت کی خفیہ صلاحیتیں بے نقاب ہو کر ہر سُو نیکی اور خیر پھیلاتی ہیں۔ اِس لئے اس ابرِ رحمت کے حصول کیلئے دورِ جاہلیت کے اعمال سے توبہ کر لینی چاہئے کیونکہ موت کے بعد اِس کی تلافی ممکن نہیں۔

اخلاقِ حسنہ کے ضمن میں ایمان، اعمالِ صالحہ، صبر، مسکین و یتیم اور اہل قرابت کے حقوق کی ادائیگی کی وضاحت کے ساتھ کفریہ اور باطل اعمال سے بچنے کی تلقین بھی کی گئی ہے۔

تفسیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٓمٓ (1) غُلِبَتِ الرُّومُ (2) فِیٓ أَدْنَی الْأَرْضِ وَهُم مِّن بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ (3) فِی بِضْعِ سِنِينَ لِلَّهِ الْأَمْرُ مِن قَبْلُ وَمِن بَعْدُ وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ (4) بِنَصْرِ اللَّهِ يَنصُرُ مَن يَشَاءُ وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ (5) وَعْدَ اللَّهِ لَا يُخْلِفُ اللَّهُ وَعْدَهُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ (6) (سورہ۔الروم)

”الف۔لام۔میم، رومی قریب کی سرزمین میں مغلوب ہو گئے ہیں اور اپنی اس مغلوبیت کے بعد چند سال کے اندر وہ غالب ہو جائیں گے، اللہ ہی کا اختیار ہے۔ پہلے بھی اور بعد میں بھی۔ اور وہ دن وہ ہوگا جب اللہ کی بخشی ہوئی فتح پر مسلمان خوشیاں منائیں گے۔ اللہ نصرت عطا فرماتا ہے جسے چاہتا ہے اور وہ زبردست اور رحیم ہے۔ یہ وعدہ اللہ نے کیا ہے اور وہ کبھی اپنے وعدے کے خلاف ورزی نہیں کرتا مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں“۔

غلبہ روم اور غلبہ اسلام کے بیک وقت ہونے کی دو معجزاتی پیش گوئیاں

قریش نے اِس پیش گوئی کو ماننے سے انکار کر دیا۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت ابو بکر

صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بعض لوگوں سے شرط بدگئی تھی کہ اگر نو سال کے اندر اندر جیسا کہ آیت میں تھا، ایران کو شکست نہ ہوئی تو ابوبکرؓ شرط ہار جائیں گے۔ نو سال کے اندر اندر رومی بھی جاگے اور انہوں نے نہ صرف ایران کو پسپا کیا بلکہ روند ڈالا اور یہ وہی سال تھا جب غزوہ بدر میں مسلمانوں کو بھی فتح ہوئی۔ یوں دونوں پیش گوئیاں بیک وقت پوری ہو گئیں اور یہ قرآنِ مجید کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے۔

آخرت پہ دلائل

یہاں سے آخرت کا موضوع شروع ہوتا ہے۔ یہاں پر ایک سوال کا جواب دینا ضروری ہے کہ آخرت کی ضرورت ہی کیا ہے؟ اِس پہ ایمان لانا آسان نہیں لگتا۔ دل چاہتا ہے کہ یہیں کھائیں اور پئیں، بوڑھے ہوں اور مٹی کی خوراک بن جائیں، کہیں بھی جوابدہی نہ ہو اور اپنے اعمال کا حساب نہ دینا پڑے۔

قرآنِ مجید میں آخرت کے متعلق بے پناہ دلائل ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا فِي أَنفُسِهِمْ مَا خَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَجَلٍ مُّسَمًّى (الروم۔8)

''اُنہوں نے اپنے اندر جھانک کر نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں اور ان کے درمیان جو کچھ ہے۔ وہ حق کے ساتھ پیدا کیا اور ایک مقررہ مدت تک کیلئے پیدا کیا ہے''۔

انسان کی امتیازی خصوصیات اور عقیدہ آخرت

انسان کے اندر تین امتیازی خصوصیات ہیں۔

ایک تو یہ کہ اس کو اس دنیا کے اندر تسخیر و تصرف کا اختیار دیا گیا ہے۔ اِس کا ذکر بعد میں آئے گا کہ انسان کو اس دنیا کے اندر پیدا کیا گیا کیونکہ کائنات میں جو کچھ بھی ہے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسی انسان کیلئے پیدا کیا ہے۔

دوسری بات یہ کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے آزادی فکر و عمل اور ارادے کی صلاحیت بخشی ہے۔

اور تیسری چیز یہ کہ اس کو اخلاقی حس بھی عطا کردی۔ اس کے ایک ایک پہریدار بٹھا دیا جو اِسے اچھے اور برے کی تمیز بتاتا ہے۔

اِن تینوں باتوں کو باہم ملا کر سوچا جائے تو پتا چلتا ہے کہ محاسبہ ضروری ہے۔ اتنے زیادہ اختیارات دینے اور اخلاقی حس عطا کرنے کے بعد انبیاء اور ہدایت کرنے والے بھی بھیج دیئے۔ اب ظاہر ہے کہ اِس بات کا محاسبہ ضرور ہوگا کہ اِن سارے اختیارات کو اخلاقی حس اور انبیاء کی تعلیمات کے مطابق کام میں لائے یا نہیں۔

کائنات کے غیر دائمی ہونے پہ حرکیاتِ حرارہ کے دوسرے قانون کی حتمی دلیل

دوسری دلیل یہ ہے کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ ''ہم نے انسان کو ایک مقررہ معیاد کیلئے پیدا کیا''۔ فلسفے میں سینکڑوں سال یہ بحث رہی کہ موجودہ کائنات ازلی اور ابدی ہے یا کچھ عرصہ کیلئے پیدا کی گئی ہے۔ اِس میدان میں یہ بحث شاید صدیوں جاری رہتی لیکن موجودہ دور کی سائنس نے اِس بحث کو ختم کر دیا ہے۔ خصوصاً حرکیاتِ حرارہ کے دوسرے قانون نے یہ بات طے کر دی کہ یہ کائنات ایک مقررہ وقت میں پہلے پیدا کی گئی اور اس کو آخر میں لازماً ختم ہو جانا ہے۔

عدلِ کامل صرف آخرت میں ممکن ہے

یہ طے ہے کہ اِس دنیا کو ختم ہونا ہے اور اِس کی جگہ نئی کائنات کا ظہور ہونا ہے اور یہ بھی طے ہے کہ یہ دنیا دارُ الجزاء نہیں بلکہ دارُ العمل ہے اور نہ یہاں عدل ممکن ہے۔ اِس کی مثال یوں سمجھئے کہ ایک صاحب قتل کرتے ہیں، عدالت اِسے سزائے موت دیتی ہے۔ دوسرے شخص نے اگر سو قتل کئے ہیں تو اِسے بھی فقط ایک ہی سزائے موت دی جائے گی۔ حالانکہ اصل سزا تو یہ تھی کہ جس شخص نے سو مرتبہ قتل کیا تھا، اِسے اتنی ہی مرتبہ زندہ کیا جاتا، اتنی ہی مرتبہ قتل کا مزا چکھایا جاتا لیکن دنیا میں یہ ممکن نہیں تھا اور نہ ہے۔ یہ آخرت ہی میں ہو سکے گا۔

اِس واضح دلیل کے باوجود کچھ لوگ آخرت کے وجود اور اللہ تعالیٰ کے حضور جوابدہی کا انکار کرتے ہیں۔ اِن کیلئے اِس کائنات میں گھومنے اور اقوامِ سابقہ کے احوال کے مشاہدے کا حکم دیا

اور بتایا کہ اِن ہلاک شُدگان کے پاس بھی اللہ تعالیٰ کا پیغام لے کر انبیاء علیہم السلام تشریف لائے مگر ان کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ وہ کفر و انکار پر اَڑے رہے اور ان کے اِسی ظلم کے باعث ان کو نیست و نابود کر دیا گیا اور یہ ہلاکت احکامِ الٰہی کا مذاق اڑانے کے باعث ہوئی۔

حشر کے میدان میں انسان کی رسوائی

اللہ تعالیٰ کی کارسازی کے ذکر میں اِس کائنات کے آغاز کا ذکر ہے اور اِس کے منکروں کیلئے قیامت کے دن ذِلت و رسوائی کا ذکر ہے کہ اِس روز ان کا دنیوی جاہ و جلال اور عزت و وقار کچھ بھی کام نہ آئے گا۔

وَلَمْ يَكُن لَّهُم مِّن شُرَكَائِهِمْ شُفَعَاء وَكَانُوا بِشُرَكَائِهِمْ كَافِرِينَ (الروم۔13)

"اِن کے (من گھڑت) شریکوں میں سے کوئی بھی ان کا سفارشی نہ ہوگا۔ اور وہ اپنے شریکوں سے بیزار ہو جائیں گے"۔

مشرکین کو شرک کے باعث عذابِ جہنم میں جھونک دیا جائے گا جبکہ اِن کے مقابل اہل ایمان کی عزت و تکریم کی جائے گی اور وہ جنت کے باغات میں خوش ہوں گے۔ کیونکہ دنیا میں صبح و شام وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح و حمد کرتے تھے۔

دلائل توحید

اِس ذکر کے ساتھ ہی توحید کے موضوع پر دلائل کا سلسلہ ہے۔ آغاز میں ذکر ہو چکا کہ کفارِ مکہ نے رومیوں کی مغلوبیت کو اللہ کے وجود کے انکار پر بطورِ دلیل پیش کیا تھا۔ یہاں اللہ کے وجود اور اِس کی واحدانیت کا ایک طویل ذکر ہے۔ جسکا اجمالی خاکہ یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے پیدا کرتا ہے۔ اِس نے انسان کو ابتداً مٹی سے پیدا کیا اور پھر اِسی کے وجود سے اِس کا "زوج" (جوڑا) بنا کر اِس کیلئے محبت و سکون کا سامان بہم پہنچایا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

جَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً (الروم۔21)

"اِس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت کو پیدا کیا"۔

اِس کے بعد اِسی سورہ روم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی ایک نشانی بتائی ہے اور وہ یہ ہے کہ "ہم نے تمہارے درمیان دوستی اور رحمت کی کیفیت کو پیدا کیا ہے"۔ اور تمہارے درمیان زبان، رنگ اور ثقافت کا اتنا تفرقہ ہے کہ ہر شخص اپنی جگہ پر ایک دنیا ہے۔ ذرا غور کریں کہ ایک فیکٹری جب کوئی پراڈکٹ بناتی ہے تو ایک برانڈ اور ایک ہی طرح کی ہزاروں چیزیں بن جاتی ہیں۔ لیکن خالقِ کائنات نے ایک چیز بنائی ہے تو دوسری اِس سے نہیں ملتی، ایک درخت کا پتا دوسرے درخت کے پتے سے نہیں ملتا۔ اتنی زیادہ اور بڑی ورائٹی کیلئے تو اِسی احسن الخالقین کی حکمت چاہئے۔ پھر زمین وآسمان کی تخلیق اور زبان اور نسل کے اعتبار سے اختلاف، رات اور دن کے فوائد وثمرات، آسمان سے پانی کا برسانا اور اِس کے ذریعے سے دُنیوی حیات کی بقاء کے اسباب مہیا کرنا وغیرہ پر غور کی دعوت دے کر فرمایا کہ وہی ہستی یہ سب کچھ کرسکتی ہے۔

وَهُوَ الَّذِىْ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ ٥ (الروم۔27)

"اور وہی ہے جو مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے، پھر اسے دوبارہ پیدا کرے گا اور یہ اِس پر بہت آسان ہے"۔

شرک کی تردید کیلئے ایک مثال

گویا کارخانہ عالم اللہ کی قدرت کا مظہر ہے اور وہ اپنی قدرت کے ذریعے سے تم کو مٹا کر دوبارہ پیدا کرنے پر بہت قادر ہے۔ اور پھر ایک سادہ سی مثال بیان کر کے شرک کی قباحت واضح کی۔ خلاصہ یہ کہ تم اپنے لونڈی غلام کے بارے میں یہ گوارا نہیں کرتے کہ وہ تمہارے کسی حکم میں کسی اور کو ترجیح دیں بلکہ تم ان پر عارضی ملکیت کے باعث مکمل اختیارات کے خواہاں ہو۔ بھلا اللہ تعالیٰ جو سچا مالک ہے، وہ کیسے گوارا کرے گا کہ اس کے حکم میں کسی کو شریک کیا جائے؟

اِس لئے ارشاد ہوا۔

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفاً ٥ (الروم۔30)

''تم یکسو ہو کر اللہ کے دین پر سیدھے چلتے رہو''۔

اور اِس کی مزید تشریح یہ کہ

مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ٥

''اِسی کی طرف رجوع کرو۔ اِسی سے ڈرتے رہو، نماز پڑھتے رہو اور مشرکین میں سے نہ ہونا''۔ (الروم۔31)

خیالِ غیر سے نفرت ، دل عاشق کو لازم ہے
محبت ان کی کہتی ہے کہ ترکِ ماسوا کر دوں

مشرکین کی ایک خاص صفت کہ وہ فرقہ واریت کے علمبردار ہوتے ہیں

اِس آیت میں ''دینِ حنیف'' کی وضاحت کے بعد نماز پڑھنے والوں کو خاص طور پر وصیت کی کہ ''مشرکوں میں نہ ہونا''۔

قرآنی انداز سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نمازیوں کو خاص طور پر یہ کہنا اِس لئے ہے کہ شیطان ان لوگوں پر زیادہ حملہ آور ہوتا ہے جو نیکی کی راہ پر چلتے ہیں۔ اور اِسی طرح فرمایا کہ

مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعاً كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ٥

''اور نہ اِن لوگوں میں سے ہونا کہ جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے کر ڈالا اور خود فرقہ فرقہ ہو گئے۔ سب فرقے اِسی سے خوش ہیں جو ان کے پاس ہے''۔ (الروم۔32)

گویا شیطان نماز قائم کرنے والوں کو ٹکڑوں میں بانٹ کر دنیا میں اہل دین کو بدنام کرانا چاہتا ہے، اِس لئے اہل دین کو یہ دونوں نصیحتیں خاص طور پر کیں اور اِس دور میں آپ غور کریں کہ شیطان نے نمازیوں ہی کو تقسیم در تقسیم کے چکر میں ڈالا ہوا ہے۔ اِس آیت میں ایک نہایت اہم بات کی طرف اشارہ ہے اور وہ تفرقہ کا اصل سبب ہے کہ جو لوگ فرقہ فرقہ بنتے ہیں اور فرقہ واریت کا پرچار اِس دھوم دھڑکے سے کرتے ہیں کہ دین کی بنیادی دعوت بھی اِس میں دب کر رہ جاتی ہے، ایسے لوگ دراصل مشرک ہیں۔ اِن لوگوں کی خصوصی علامت یہ ہوتی ہے کہ یہ فروعی اور

فرقہ وارانہ مسائل کو جو دراصل زیادہ تر غیر حقیقی بلکہ شکمی مسائل ہیں، دین کی اصل دعوت سے بھی زیادہ اہمیت دے دیتے ہیں اور یہی بات تفرقہ و انتشار کا سبب بنتی ہے۔

اس بارے میں ایک اہم بات ملحوظ خاطر رہنی چاہئے، وہ یہ کہ اہل توحید کا تو ایک ہی راستہ ہوتا ہے، ایک اللہ کی عبادت، ایک رسول ﷺ کا اتباع، بس ایک صراط مستقیم جو جنت تک جانے کا ایک ہی انتہائی مختصر راستہ ہے۔ اس کے برعکس اہل شرک کو ایک اللہ کی عبادت کے علاوہ دیگر کئی معبودوں کیلئے گنجائش رکھنا پڑتی ہے۔ اِس طرح سے ایک راستہ اختیار کرنے کی بجائے انہیں ''کئی راستے'' اختیار کرنا پڑتے ہیں اور یہی بات کئی فرقوں کی پیدائش کا باعث بن جاتی ہے۔

مالی حقوق کی ادائیگی کا حکم

دین داری کے ذکر کے ساتھ ساتھ دُنیوی ضروریات کی تکمیل کیلئے دن رات سرگرداں رہنے والے انسان کو فرمایا جو روزی کی تلاش میں مارا مارا پھرتا ہے:۔

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ o فَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ يُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ o

''کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی جس کیلئے چاہے رزق فراخ کر دیتا ہے اور جس کیلئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔ بے شک اِس میں ایمان والوں کیلئے نشانیاں ہیں۔ اہل قرابت، محتاجوں اور مسافروں کو اِن کا حق دیتے رہو۔ جو لوگ رضائے الٰہی کے طالب ہیں، ان کیلئے یہ بہتر ہے اور یہی لوگ کامیابی پانے والے ہیں''۔ (الروم۔37-38)

قومی معیشت پر اثر

اِن آیات میں حقوقِ مالیہ کی ادائیگی کا حکم ہے کیونکہ جب تک مال گردش میں رہتا ہے، معاشرہ خوشحال ہوتا ہے اور اِس کی ایک وجہ یہ ہے کہ بہت سا مال ایسا بھی ہے جسے بینک میں رکھنا پڑتا ہے۔ کچھ مال ایسا ہوتا ہے جو زیورات کی شکل میں رکھنا پڑتا ہے۔ مال مردہ Dead Property ہے۔ وہ مال جو کہ تجارت پر نہیں لگایا جاتا، (Invest) نہیں کیا جاتا، جو

معاشرے کے اندر ایسے گردش نہیں کرتا جیسے انسانی جسم میں خون گردش کرتا ہے تو یہ مال مردہ ہوتا ہے۔ اِسلام اِس مالِ مردہ کا دشمن ہے۔ اِسی لئے حکم دیا کہ اپنے مال میں سے اڑھائی فیصد سالانہ زکوٰۃ دو۔ اب جو شخص اڑھائی فیصد زکوٰۃ دے گا، کس میں سے دے گا؟ اِسی مال مردہ میں سے کیونکہ یہ مال اِس کے پاس بے کار پڑا ہوتا ہے اور درحقیقت انسان کے جرائم کا اصل سبب یہی مالِ مردہ ہے۔ جو اِسی مال سے کھیلا جاتا ہے۔ رشوت، نشہ، شراب نوشی گویا تمام خرابیوں کی جڑ یہی مردہ مال ہوتا ہے جو بیکار رکھا رہتا ہے۔ اسلام اِس مال کو کم سے کم کرنا چاہتا ہے۔ ایک شخص اپنے کارخانہ، کاروبار، جائیداد، دوکان غرض جو اِس کے پاس ہے، اِس میں سے زکوٰۃ دیتا ہے۔ اب جب یہ مال غریب کے ہاتھ میں جائے گا تو غریب اِس سے ضرورت کی چیزیں خریدے گا۔ اناج، کپڑے، جوتے، دوا وغیرہ۔ تو اب یہ مال زندہ ہو گیا اور پھر یہ مال اِسی دوکان پر پہنچ جائے گا جہاں سے بطور زکوٰۃ نکالا گیا تھا مگر غریب کو نفع پہنچا کر۔ لیکن دیکھئے کہ مالِ مردہ کم ہوتا چلا گیا اور زندہ مال بڑھ گیا۔ معاشیات کا اصول یہ ہے کہ جس معاشرے میں مردہ مال کم سے کم اور زندہ مال زیادہ سے زیادہ ہو گا، اِس کی معیشت میں ترقی اِسی تیزی سے آئے گی۔ اِس کو قرآن مجید نے حقوق کی ادائیگی کے ساتھ تعبیر کیا۔ گویا مال کی گردش اتنی تیز ہونی چاہئے۔ بارانِ رحمت کی طرح کہ غریب اور امیر کا فرق نہ ہو۔

زکوٰۃ اور سود کی تاثیر کا موازنہ

ماہرین معاشیات سمجھتے ہیں کہ جو زکوٰۃ کی تاثیر (Activity) اور عمل ہے، سود کا عمل اِس کے برعکس ہے۔ سود مالِ زندہ کو کم سے کم تر اور مالِ مردہ کو زیادہ سے زیادہ کرتا ہے۔ کیونکہ جس شخص نے سود دینا ہوتا ہے، وہ اپنی جائیداد اور کاروبار سے پیسہ نکال کر مہاجن کو دیتا ہے اور مہاجن اِس مال کو تجوری میں جمع کرتا ہے۔ تو مال زندہ معاشرے سے نکلا اور مہاجن کی تجوری میں چلا گیا جس سے مُردہ مال بڑھتا گیا اور زندہ مال کم ہو گیا۔ نتیجۃً ملک کی معیشت مسلسل خسارے میں چلی جاتی ہے۔ اور اِسی کو قرآن نے یوں تعبیر کیا:۔

وَمَا آتَيْتُم مِّن رِّبًا لِّيَرْبُوَ فِي أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُو عِندَ اللَّهِ وَمَا آتَيْتُم مِّن زَكَاةٍ تُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُونَ (الروم۔39)

''اور جو تم سود دیتے ہو کہ لوگوں کے مال میں افزائش ہو تو اللہ کے نزدیک اِس میں افزائش نہیں ہوتی اور جو تم زکوٰۃ دیتے ہو، اِس سے اللہ کی رضا طلب کرتے ہو ایسے ہی لوگ اپنے مال کو دُگنا اور سہ گنا کرنے والے ہیں''۔

اِس فلسفے کے بعد کفر کے وبال کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں بندوں کو داخل ہونے کی دعوت دیتے ہیں اور آخرت میں باز پرس کی حقیقت واضح فرماتے ہیں۔

مجرم حشر کے میدان میں

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُونَ مَا لَبِثُوا غَيْرَ سَاعَةٍ كَذَٰلِكَ كَانُوا يُؤْفَكُونَ (55) وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَالْإِيمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِي كِتَابِ اللَّهِ إِلَىٰ يَوْمِ الْبَعْثِ فَهَٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلَٰكِنَّكُمْ كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (56) فَيَوْمَئِذٍ لَّا يَنفَعُ الَّذِينَ ظَلَمُوا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ (57) وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ مِن كُلِّ مَثَلٍ وَلَئِن جِئْتَهُم بِآيَةٍ لَّيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ أَنتُمْ إِلَّا مُبْطِلُونَ (58) كَذَٰلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ (59) فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِينَ لَا يُوقِنُونَ (60)

''اور جب ساعت برپا ہو گی یعنی قیامت کی گھڑی جب آ جائے گی تو مجرم قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ ہم ایک گھڑی بھر سے زیادہ دنیا میں نہیں ٹھہرے۔ اِسی طرح وہ دنیا کی زندگی میں بھی دھوکا کھایا کرتے تھے۔ مگر جو علم اور ایمان سے بہرہ مند کئے گئے تھے۔ وہ کہیں گے کہ اللہ کی کتاب کے مطابق تم روزِ حشر تک پڑے رہے ہو۔ سو یہ وہی روزِ حشر ہے لیکن تم جانتے نہ تھے۔ پس وہ دن ہو گا جس میں ظالموں کو ان کی معذرت کوئی نفع نہ دے گی۔ اور نہ اِن سے معافی مانگنے کیلئے کہا جائے گا۔ ہم نے اِس قرآن میں لوگوں کو طرح طرح سے سمجھایا ہے۔ تم خواہ کوئی نشانی لے آؤ، جن لوگوں نے ماننے سے انکار کر دیا ہے، وہ یہی کہیں گے کہ تم باطل پر ہو۔ اِس طرح اللہ مہر لگا دیتا ہے اِن لوگوں کے دلوں پر جو بے علم ہیں۔ پس اے نبی ﷺ صبر کرو۔ یقیناً اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ اور وہ لوگ آپ کو ہرگز ہلکا نہ پائیں جو یقین نہیں لاتے''۔

قیامت کے روز یہ منظر ہوگا کہ اللہ کے سامنے مجرم لوگ قسمیں کھائیں گے کہ ہم تو دُنیا میں گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ سے زیادہ نہیں رہے۔ یہ نہیں کہ وہ اللہ کے سامنے جھوٹ بول رہے ہوں گے یا جھوٹی قسمیں کھا رہے ہوں۔ بلکہ دنیا کی زندگی، عیش و آرام اور ساری آسائشیں وہاں خواب ہو کر رہ جائیں گی۔ اور زندگی کے ساٹھ، ستر، اسی، نوے سال انہیں گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ سے زیادہ نظر نہیں آئیں گے۔

ساز ہستی کی صدا غور سے سن
کیوں ہے یہ شور بپا غور سے سن
دن کے ہنگاموں کو بیکار نہ جان
شب کے پردوں میں ہے کیا؟ غور سے سن
چڑھتے سورج کی ادا کو پہچان
ڈوبتے دن کی ندا غور سے سن

اکثر اہل شرک، شرک کی حقیقت سے ناواقفیت کی بنا پر شرک کرتے ہیں

ایک اور بات وہ قسم کھا کر کہیں گے کہ دنیا میں اُنہوں نے کبھی شرک نہیں کیا۔

وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ ۝

''اللہ کی قسم جو ہمارا رب ہے، ہم مشرک نہ تھے''۔

وہ لوگ اللہ کی قسم کھا کر کہیں گے کہ ہم سے اور گناہ یقیناً ہوئے مگر ہم نے شرک کبھی نہیں کیا۔ کیونکہ جس قدر شرک انہوں نے زندگی بھر میں کیا، وہ اِس کو شرک سمجھتے ہی نہ تھے۔ اِس جہالت کے باعث انہیں آخرت میں ندامت نہ ہوگی۔ بلکہ اِس کو عین توحید سمجھتے رہے اور یہ بات اِس وقت سمجھ میں آئے گی جب وہاں باز پرس ہوگی۔ اور پھر فرمایا کہ دیکھو صبر کرو اور کوئی ایسا عمل نہ کرنا کہ بے ایمان لوگوں کے سامنے تم ہلکے پڑ جاؤ یا تمہاری شخصیت بے وزن ہو جائے۔ بلکہ وہ لوگ جن کے دلوں میں ایمان نہیں ہے، وہ اپنے آپ کو تمہارے سامنے ہلکا اور بے وزن محسوس کریں۔

توحید اور جمع مال

(مولانا شاہ محمد جعفر پھلواروی)

بخاری و مسلم میں حضرت ابوذر غفاریؓ سے ایک روایت یوں ہے کہ:

ایک چاندنی رات میں حضورﷺ تنہا تشریف لئے جا رہے تھے۔ میں سمجھا کہ اِس وقت حضورﷺ کو کسی کی معیت گوارا نہیں۔ لہٰذا میں چاند کے سائے میں چلنے لگا۔ اتنے میں حضورﷺ مڑے اور میرا نام دریافت فرمایا۔ میں نے عرض کیا: قربانت شوم، میں ہوں ابوذر، فرمایا: میرے ساتھ آ جاؤ۔ میں ساتھ ہولیا۔ اِس وقت زبانِ مبارک پر یہ الفاظ تھے: بروزِ حشر تونگر ہی تہی دست ہوں گے۔ بجز ان دولت مندوں کے جو دونوں ہاتھوں سے دائیں بائیں آگے پیچھے ہر طرف لٹاتے رہے اور کارِ خیر میں خرچ کرتے رہے۔ تھوڑی دور چل کر حضورﷺ پتھروں سے گھری ہوئی ایک جگہ پر مجھے بیٹھے رہنے کا حکم فرما کر خود پتھریلے میدان میں نظروں سے اجھل ہو گئے اور طویل عرصے کے بعد واپس تشریف لائے۔ اِس وقت زبانِ مبارک پر یہ الفاظ تھے: "اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اور اگرچہ اس نے چوری کی ہو"۔ مجھ سے صبر نہ ہو سکا اور میں عرض کیا: میں حضورؐ پر صدقے ہوں، اِس میدان میں حضورﷺ کس سے ہمکلام تھے؟ کوئی بات کا جواب دینے والا بھی موجود نہ تھا۔ فرمایا: یہ جبریلؑ تھے جو مجھے میدان کے کنارے ملے تھے۔ اُنہوں نے یہ پیغام دیا کہ اپنی اُمت کو یہ بشارت دے دیجیے کہ ہر وہ شخص داخل جنت ہو گا جو شرک سے پاک ہو کر مرا ہو۔ میں نے جبریلؑ سے کہا کہ: خواہ اِس نے زنا اور چوری کا بھی ارتکاب کیا ہو؟ جبریلؑ نے کہا: جی ہاں، بات تو ایسی ہی ہے۔ میں (ابوذرؓ) نے عرض کیا کہ: یا رسول اللہﷺ! اگرچہ اِس نے زنا اور چوری کی ہو؟ حضورﷺ نے فرمایا: ہاں اگرچہ اس نے چوری یا زنا کیا ہو۔ میں نے پھر یہی سوال کیا اور حضورﷺ نے یہی جواب دیا بلکہ آخر میں تو یہ بھی فرمایا کہ: خواہ اس نے شراب بھی پی ہو۔

طوالتِ تحریر کے خوف سے ہم نے اصل عبارت درج نہیں کی ہے، صرف ترجمے پر اکتفا کیا ہے۔ اِس حدیث کی شرح میں بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے لیکن ہم اِس وقت اس کے صرف دو جزو

کے متعلق عرض کرنا چاہتے ہیں۔

پہلا جزو یہ ہے کہ:

ان المکثرین هم المقلون یوم القیامة الا من اعطاه اللّٰه خیراً فنضح فیه عن یمینه و شماله و بین یدیه وورائه و عمل فیه خیرًا ٥

''یعنی قیامت کے دن وہی لوگ زیادہ مفلس ہوں گے جو زیادہ دولت مند ہوں گے۔ البتہ جو اہل مال دائیں بائیں آگے پیچھے ہر طرف اپنے مال کارِ خیر میں لٹاتے اور خرچ کرتے ہیں وہ اِس اُخروی کم مائیگی سے محفوظ رہیں گے''۔

اِس پیغام میں ابوذری مشن بڑی عمدگی سے جھلک رہا ہے۔ اِس میں بتایا گیا ہے کہ دولت (بشرطیکہ جائز ذرائع سے حاصل ہو) فی نفسہٖ کوئی بُری چیز ہے نہ بھلی، بلکہ اِس کی خوبی و زشتی کا مقام صَرف دولت کے انداز سے متعین ہوتا ہے۔ اگر نیک مقاصد کیلئے ہو تو دولت ہی خیر و برکت ہے اور برے مقاصد میں صرف ہو تو وہ سراپا لعنت ہے۔ نیک مقصد کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ کارِ خیر میں دولت کو ہر چہار جانب بکھیر دیا جائے یعنی جس کے پاس زائد از ضرورت دولت ہو وہ اُسے اُدھر رو کر دے جدھر ضرورت سے کم ہو۔ اگر ایسا نہ کیا جاتا تو وہ دولت خیر نہیں بلکہ شر ہو گی، خواہ اُسے کسی بُرے مقصد میں لگایا جائے یا اُسے جمع برائے جمع کیلئے رکھ چھوڑا جائے۔ اگر بُرے مقصد میں دولت کو لگایا جائے تو اُس کے بُرے ہونے میں تو کوئی شک ہی نہیں۔ اگر اُسے صرف جمع رکھا جائے تو یہ بھی اس لئے ایک بُرا مقصد بن جاتا ہے کہ جس دولت کی گردش سے ہزاروں کا بھلا ہو سکتا ہے اِسے بلاوجہ روک کر بھلائی سے محروم کر دیا گیا ہے۔ یہی وہ صورت ہے جسے قرآن **جمع مالاً و عدده** کے الفاظ سے یاد فرماتا ہے۔ اور یہی ہے وہ خصلت جس کے خلاف سیدنا ابوذرؓ نے علم بغاوت بلند کیا تھا۔

اِس روایت کا دوسرا جزو یہ ہے کہ موحد ضرور جنت میں جائے گا۔ **وان زنی وان سرق وان شرب الخمر** ۔ اگر اِس نے زنا، چوری اور شراب خواری کا ارتکاب کیا ہو۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اگرچہ موحد اقرارِ توحید کے بعد زنا اور چوری ''کرتا ہے''، لیکن وہ ضرور داخل

جنت ہوگا۔ بلکہ اس کا صحیح مطلب یہ ہے کہ اگر چہ وہ اقرار سے پہلے زنا اور چوری جیسے جرم ''کر چکا ہو''۔ دراصل اقرارِ توحید سے پہلے انسان اپنی خواہشوں کا بندہ ہوتا ہے اور یہ بندگی شرک ہوتی ہے۔ جیسا کہ ارشادِ قرآنی ہے: ارایت من اتخذ الھه ھواہ (تمہاری کیا رائے ہے اِس شخص کے بارے میں جس نے اپنی خواہشوں کو اپنا الٰہ و معبود بنا رکھا ہے؟) پھر جب انسان اقرارِ توحید کر لیتا ہے تو اِس کا مطلب یہ ہوتا ہے اب اِس نے اپنا الٰہ صرف اللہ کو بنا لیا۔ اس کے بعد بمِوائے حدیث الاسلام یھدم ما قبله، اسلام لانے کے بعد پچھلی تمام زندگی کالعدم ہو جاتی ہے۔ خواہ اِس نے اس زندگی میں زنا چوری بھی کی ہو۔ اِس صورت میں بھی وان زنــــی وان سوق اپنی جگہ بالکل درست ہوگا۔

اگر اِس کا یہ مطلب ہوتا کہ اقرارِ توحید کے بعد کسی گناہ کا کوئی اثر مرتب نہیں ہوتا اور انسان آزاد ہو جاتا ہے کہ جو چاہے کرتا پھرے تو الفاظ یوں ہوتے کہ وان کــان زانیـا اوسارقا یا یوں ہوتا کہ وان کــان یـزنی اولیسرق بلکہ یوں ہوتا کہ وان لـم یتـرک الزنا والسرقة یا یوں ہوتا کہ وان لم یتب من زناہ و سرقته ۔۔وغیرہ

غرض اقرارِ توحید جرم و معصیت کیلئے پروانہ آزادی نہیں بخشتا بلکہ اور زیادہ پابند کرتا ہے۔

ہاں یہ صحیح ہے کہ اقرارِ توحید کے بعد بھی یہ جرائم سرزد ہو سکتے ہیں لیکن اِس صورت میں اِس کے اقرارِ توحید کا لازمی تقاضا یہ ہوگا کہ وہ فوراً ہی متنبہ ہوگا اور سزا کیلئے اپنے آپ کو پیش کر دے گا یا اِس کی ایسی تلافی کرے گا جو اس کے جرم کو بالکل دھو دے۔

☆☆☆☆☆

رودادسالانہ کنونشن 2011ء

(سید رحمت اللہ شاہ۔لاہور)

سلسلہ عالیہ توحیدیہ کا سالانہ کنونشن 8 اپریل 2011ء بروز جمعۃ المبارک سے 10 اپریل 2011ء بروز اتوار تک مرکز تعمیر ملت گوجرانوالہ میں منعقد ہوا۔

حسب روایت علی الصبح دور دراز مقامات سے مریدین سلسلہ مرکز تعمیر ملت پر پہنچنا شروع ہو گئے۔ جناب محمد طالب صاحب سالانہ کنونشن کے دوران فرائض سرانجام دینے کیلئے مریدین سلسلہ کو ذمہ داریاں تفویض کر کے مکمل ہدایات دے چکے تھے جن کے مطابق تمام ذمہ داران تفویض کردہ امور میں مصروف رہے۔ محمد طالب صاحب تمام تر امور اِستقبالیہ، آرام گاہ، اجتماع گاہ، طعام گاہ وغیرہ کی نگرانی کے دوران بہتر سے بہترین کیلئے ہدایات دیتے رہے۔

مریدین سلسلہ کی آمد کے بعد ناشتہ کے تمام اِنتظامات امسال بھی اماں جی نے ضعف عمری کے باوجود اپنے خلوص اور برادرانِ سلسلہ کی خدمت کے جذبہ سے کیے۔ ناشتہ کی نشستیں صبح آٹھ بجے سے قبل از دوپہر تک جاری رہیں۔ شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ قبلہ محمد صدیق ڈار صاحب توحیدی 9 بجے مریدین سلسلہ سے ملاقات اور وعظ ونصیحت کیلئے برآمدے میں تشریف لائے اور قبل از دوپہر تک آنے والوں سے ابتدائی ملاقاتیں کرتے رہے۔

سالانہ کنونشن 2011 کا پہلا اجلاس بروز جمعۃ المبارک نمازِ عصر کے بعد شروع ہوا۔ جناب عزیز عارف صاحب نے قرآن پاک کی تلاوت سے آغاز کیا۔ اجتماعی درود شریف کیلئے جناب مولوی محمد یعقوبؒ صاحب، جناب غلام مرتضیٰ صاحب اور جناب خالد محمود صاحب سٹیج پر آئے۔ تمام شرکاء نے بلند آواز سے اِن کے ساتھ مل کر چند مرتبہ درود شریف پڑھا۔ شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ قبلہ محمد صدیق ڈار صاحب توحیدی نے تلاوت فاتحہ وقل شریف کے ساتھ گزشتہ سال مریدین سلسلہ اوران کے عزیز واقارب جو وفات پا گئے اِن کی ارواح کیلئے ایصال ثواب کیا۔ بعدازاں باباجان نے دُعائے خیر کرائی۔

اِجتماع گاہ میں ایک مختصر وقفہ برائے تقسیم شرینی و چائے ہوا۔ شرکاء کو حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کی پسندیدہ مٹھائی امرتی اور چائے کے ساتھ ٹشو پیپرز دیئے گئے۔ وقفہ کے دوران تمام حاضرین کو ہر وقت باوضو رہنے، پاس انفاس پر خصوصی توجہ دینے، نئے دوست احباب کے ساتھ

وقت گزارنے اور دیگر آداب وضوابط سے آگاہ کیا گیا۔میاں علی رضا صاحب نے خطبہ استقبالیہ دیا جس کے بعد اظہار خیال کا سلسلہ شروع ہوا۔سالانہ کنونشن میں کسی مہمان مقرر یا پیشہ ور خطیب کو مدعو نہیں کیا جاتا مریدین سلسلہ ہی اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ ہر بھائی کم وبیش پندرہ منٹ اظہار خیال کرتا ہے۔ پہلے روز راولپنڈی سے جناب پیر خان صاحب توحیدی نے ''انسانیت سے پیار کرو'' کے عنوان سے پراز حکمت گفتگو کی۔اِن کے بعد سید امین شاہ صاحب بخاری نے ''سلسلہ عالیہ توحیدیہ میں توسیع دعوت ماضی پر ایک نظر'' کے موضوع پر خطاب کیا۔نمازِ مغرب ادا کی گئی اور اِس کے بعد اجتماعی ذکر جناب پیر خان صاحب توحیدی نے کرایا۔حلقہ ذکر کے بعد نمازِ عشاء اور کھانا کھایا گیا۔مریدین سلسلہ اجتماع گاہ اور اپنے لئے آراستہ کی گئی آرام گاہوں میں تا دیر اپنے پیر بھائیوں کے ساتھ گفت وشنید اور حال واحوال میں مصروف رہے۔

9۔اپریل بروز ہفتہ نمازِ فجر کے بعد ختم قرآن پاک کی تقریب ہوئی جس میں تمام شرکاء نے قرآن پاک کی تلاوت کی۔اختتام پر ایصال ثواب اور دُعا مولوی محمد یعقوب صاحب نے کرائی۔ خادمانِ حلقہ اور مجازین مشاورت کیلئے ہال میں چلے گئے۔سالانہ کنونشن کا دوسرا اجلاس پروگرام کے مطابق دس بجے شروع ہوا۔تلاوت قرآن پاک کی سعادت جناب عزیز عارف صاحب اور نعتِ رسول مقبول ﷺ کی سعادت جناب عبدالرشید ساہی صاحب کو حاصل ہوئی۔اظہارِ خیال کا سلسلہ شروع ہوا۔کراچی سے جناب عبدالحکیم صاحب نے ''تصوف'' ایک تعارفی جائزہ، اسلام آباد سے جناب غلام مرتضٰی صاحب نے ''تزکیہ نفس''، ڈسکہ سے جناب عبدالرشید ساہی صاحب نے ''اقبال کے کمال''، شجاع آباد سے جناب عابد کبیر شاہ صاحب نے ''تقویٰ کی بنیاد اللہ کا ذکر'' گکھڑ سے جناب عبدالقیوم ہاشمی صاحب نے ''اللہ کا ذکر اور غریبوں کی فکر''، چوک اعظم سے جناب لیاقت علی صاحب نے ''دعوت کیلئے رابطہ مہم''، ملتان سے جناب خالد محمود صاحب نے ''ہماری دعوتی کمزوریاں اور اِن کا حل'' گوجرانوالہ سے جناب میاں علی رضا صاحب نے توسیع دعوت میں ہمارے اہداف کے موضوعات پر حاضرین سے خطاب کیا۔

اظہارِ خیال کے دوران شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ قبلہ محمد صدیق ڈار صاحب سٹیج پر موجود رہے۔ آپ ہر دو تین تقاریر کے بعد برادران سلسلہ سے مخاطب ہوتے۔اظہارِ خیال میں بیان کردہ خاص نکات کو خوبصورت پیرائے میں بیان کر کے موضوع کو مزید وسعت دیتے۔قبلہ باباجان کی

ہر بات میں ایک منفرد سوچ اور اور فکر کی تحریک پیدا ہوتی ہے۔ اگر چہ انداز اور الفاظ وہ نہیں ہیں جو قبلہ بابا جان نے ہو بہو ادا کیے مگر مفہوم کی حد تک کچھ باتیں قارئین کی دلچسپی کیلئے پیش خدمت ہیں۔

ملتان سے خالد محمود صاحب نے جب فرمایا کہ اِس دنیا میں ہمارا مقصد دوہرا ہے محبت اور معرفت۔ قبلہ بابا جان نے اِس بات کا اعادہ کیا اور فرمایا کہ انسان اِس دنیا میں اِس لیے آیا ہے کہ وہ اِس دنیا میں اللہ کی محبت اور معرفت حاصل کر کے آگے آئے۔ دنیا میں اللہ، انسان اور کائنات کا باہمی تعلق کیسا ہے؟ اِس دنیا میں ہی Relation کو سمجھنا ہے۔ قبلہ بابا جان نے خلیفہ دوم حضرت عمر فاروقؓ کا قول بیان فرمایا جس کا مفہوم ہے کہ جب کوئی بندہ اللہ تعالیٰ سے دنیاوی امر کیلئے دُعا کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے یہ دے دے، مجھے وہ دے دے تو خلیفہ وقت حضرت عمرؓ فرماتے کہ مجھے لگتا ہے کہ وہ میری شکایت اللہ تعالیٰ سے کرتا ہے۔ خلیفہ وقت اور حکمران کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی رعایا کی ہر ضرورت کو سمجھے اور اِس کو پورا کرے۔ ایک بادشاہ سے فقیر نے کہا کہ تمہیں بادشاہ اِس لئے بنایا ہے کہ مخلوق کی باتیں اوپر نہ جائیں۔ مخلوق کی ساری حاجتیں اور ضرورتیں تمہاری رعیت میں ان تک پہنچ جائیں۔ تم کیسے بادشاہ ہو کہ تمہیں اپنی رعایا کے معاملے میں پوری ذمہ داری اور اختیار دیا گیا مگر اِس کے باوجود رعایا کو شکوہ اور شکایت اللہ سے کرنی پڑتی ہے۔ ایک حکمران کا یہ فرض ہے کہ اِسکے عوام کی ساری ضرورتیں یہاں پوری ہوں، عوام خوش و خرم ہوں لوگ یہ نہ دُعا کرتے ہوں کہ اللہ میاں مجھے روٹی دے دے۔ اللہ میاں مجھے یہ دے دے۔ اللہ میاں مجھے وہ دے دے۔ احادیث کی کتب میں ایسے موضوعات پر بھی احادیث درج ہیں کہ اللہ تعالیٰ انسان سے فرمائے گا کہ میں بھوکا تھا تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا۔ میں پیاسا تھا تو نے مجھے پانی نہیں پلایا۔ میں ضرورت مند تھا تو نے میری ضرورت پوری نہیں کی۔ اب بات یہ بھی سمجھنے کی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ روٹی، پانی کی بات کر سکتا ہے تو یہ بات بھی کر سکتا ہے کہ میں بے ہدایت تھا تو نے مجھے راہ نہیں دکھلایا۔ یہ ذہن میں رکھنا چاہیے کہ خدمت خلق، انفاق فی سبیل اللہ اور عالمگیر محبت کے ساتھ ساتھ راہِ راست کی طرف حکمت کے ساتھ دعوت بھی ہماری ترجیحات میں ہونی چاہیے۔

گوجرانوالہ سے جناب میاں علی رضا صاحب نے اپنی بات میں دم، درود کے ذریعے خدمت خلق کا ذکر کیا تھا۔ قبلہ بابا جان نے اِس حوالے سے بات کرتے ہوئے بانی سلسلہؒ کی

زندگی سے کچھ احوال اور ایک دو اپنی باتیں بتائیں۔ آپ نے دم درود میں کارفرما قوت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ دمِ درود میں آیت کے ساتھ قوتِ ارادی کارفرما ہوتی ہے۔ اگر صرف آیت ہی کافی ہوتو ہر فرد جو یہ آیت پڑھ دے، اِسکی بات میں اثر ہو مگر تجربات میں ایسا ثابت نہیں ہوتا۔ آیت پڑھنے والے فقیر کی قوت ارادی ہی کام کرتی ہے، ارادے سے ہی سارا کچھ ہوتا ہے۔ ارادہ بذات خود ایک قوت کا نام ہے جو مجسم ہوسکتا ہے۔ اکثر واقعات موجود ہیں کہ فقیر بیٹھا ہے ارادے سے ہی یہ کہہ دیتا ہے کہ جاؤ ہوگیا تو وہ کام ہو جاتا ہے۔ اس میں کوئی آیت نہیں پڑھی گئی صرف قوتِ ارادی کارفرما ہوئی۔

نوکھر کے بھائی حافظ یٰسین صاحب کے خاندان میں کوئی لڑکی نہیں تھی۔ حافظ صاحب کا بھی بیٹا تھا، اِن کے بھائی کی بھی اولادیں صرف دو بیٹے تھے۔ حافظ صاحب کی پھوپھی بھی کوئی نہ تھی۔ سارے گھر والوں کی خواہش تھی کہ اب کوئی لڑکی پیدا ہو۔ حافظ صاحب کی والدہ آ گئیں کہ بھائی صاحب آپ بزرگ ہستی ہیں۔ مہربانی کریں کوئی پانی دم کردیں کہ اب لڑکی پیدا ہو۔ ہمیں بیٹی چاہیے۔ اِس سے پہلے تو سب بیٹے کیلئے آتے تھے یہ پہلا موقع تھا کہ کسی نے بیٹی کیلئے دُعا کرائی تھی۔ پانی دم کر کے دے دیا، دُعا بھی کردی۔ اللہ کا کرم ہوگیا ان کے ہاں بیٹی نے جنم لیا۔ مبارکباد اور اظہارِ تشکر کے ساتھ مٹھائی آ گئی۔

جناب عبدالرشید ساہی صاحب نے اقبال کے کمال پر بات کی تھی۔ اِس عنوان پر بات کرتے ہوئے قبلہ محمد صدیق ڈار صاحب توحیدی نے بانیِ سلسلہ عالیہ توحیدیہ حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کی یاد تازہ کرتے ہوئے فرمایا۔

باباجیؒ آستانہ عالیہ توحیدیہ میں بیٹھے ہوئے تھے فرمانے لگے کہ اقبال کے دو کام تو ہم نے کر دیئے ہیں۔ قبلہ محمد صدیق ڈار صاحب توحیدی نے فرمایا کہ یہ بات مجھے ابھی پڑھے جانے والے اِس شعر سے یاد آئی۔

تین سو سال سے ہیں ہند کے میخانے بند
اب مناسب ہے تیرا فیض ہو عام اے ساقی

باباجیؒ نے فرمایا کہ ایک تو یہ بات میں نے پوری کردی ہے۔ جگہ جگہ ہم نے توحید کے میخانے کھول دیئے ہیں کہ جو آئے پی لے۔ سلسلہ عالیہ توحیدیہ بنا کر فیض جاری کردیا ہے۔ اب

یہ فیض دلوں کو زندہ کر کے اللہ کی محبت کی شمع روشن کرتا ہے اور عشق کی بات پر لاتا ہے۔ جیسے علامہ نے فرمایا ہے کہ

عشق کی ایک جست نے طے کر دیا قصہ تمام

دوسری بات جو اقبال نے فرمائی ہے کہ

نسیم از حجاز آید کہ نہ آید
سرود رفتہ باز آید کہ نہ آید
سر آمد روزگا اے ایں فقیرے
دگر دانائے راز آید کہ نہ آید

(مدینہ شریف سے وہ پریم والی ہوا پھر آئے گی کہ نہیں آئے گی، اِس فقیر کا تو وقت پورا ہو چکا ہے۔ میں تو جا رہا ہوں۔ اب کوئی دوسرا دانائے راز آئے گا کہ نہیں آئے گا؟)

بابا جیؒ نے فرمایا کہ ''لو ہم آ گئے'' اور کہا۔

I know more than what Iqbal knew.

بابا جیؒ کہا کرتے تھے کہ کچھ لوگ دنیا میں شہرت پسند نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ اِن کے مرنے کے بعد اِن کی باتوں کو پھیلا دیتا ہے۔

بابا جیؒ نے روح کا جو احوال لکھا ہے۔ یہ کسی بزرگ نے بھی نہیں لکھا۔

جناب عبدالقیوم ہاشمی صاحب نے ''اللہ کا ذکر اور غریبوں کی فکر'' کے موضوع پر بات کرتے ہوئے ایک فلاحی نظام کی بات کی تو قبلہ بابا جان محمد صدیق ڈار صاحب توحیدی نے اِس تناظر میں فرمایا کہ!

بابا جیؒ فرماتے تھے کہ کسی نظام یا کسی سسٹم کا ٹیسٹ یہ ہوتا ہے کہ ساری دنیا اگر اِسے اپنا لے تو اِسے امن و امان میسر آ جائے اور انسانیت کمال کو پہنچ جائے۔ اب رہبانیت والے جو کہتے ہیں کہ سب کچھ چھوڑ کر بیٹھ جاؤ تو پھر ساری دنیا اگر ایسا کرے کہ روٹیاں باندھ لے اور بیٹھ جائے تو کیا ہو گا؟؟ اگر ایسا کرنے سے سب کچھ کمال کو پہنچے تو سمجھو یہ فطری نظام ہے اگر سب کچھ ٹھپ ہو جائے تو سمجھ لو کہ سسٹم بیکار ہے۔

جناب عابد کبیر شاہ صاحب نے ''تقویٰ کی بنیاد، اللہ کا ذکر'' پر بات کی۔ اِن کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے قبلہ محمد صدیق ڈار صاحب توحیدی نے فرمایا کہ تقویٰ کی بات ہو رہی تھی کہ انسان

تقویٰ کی بنیاد کیا سمجھے؟

باباجیؒ نے فرمایا کہ تقویٰ یہ ہے کہ خواب میں بھی برائی نہ ہو یعنی تقویٰ تحت الشعور تک چلا جائے۔ انسان جب سویا ہو تو پھر بھی متقی ہو۔ خواب میں بھی خود کو دیکھے تو نماز پڑھتا، تلاوت کرتا اور ذکر کرتا دیکھے۔ جس طرح بات ہے کہ ایمان ابھی دلوں کے اندر نہیں گیا۔ رسول اللہ ﷺ کی صحبت سے ایمان دل کے اندر داخل ہو جاتا۔ سورۃ الحجرات میں بھی اسی طرح کی بات ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے۔ انہیں کہا گیا کہ ابھی تم مسلم ہوئے ہو ابھی ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔

اشفاق احمد نے بھی کہیں لکھا ہے کہ میں سوچا کرتا تھا کہ اسلام کیا ہے؟ مسلمان کون ہے؟ اور مومن کون ہے؟ میں اِن کے جوابات لینے کیلئے بزرگوں، پیروں، فقیروں سے ملا۔ کہیں سے کوئی تسلی بخش جواب نہ ملا۔ پھر مجھے ایک گاؤں جانے کا اتفاق ہوا وہاں ایک کسان بابا تھا جو ویلنے میں گنے کا رس نکال رہا تھا۔ اِس سے میری ملاقات ہوئی اِسے میں نے بتایا کہ میں ایک مسئلہ میں پھنسا ہوا ہوں۔ اِس کسان کے دریافت کرنے پر میں نے اِسے بتایا کہ یہ مسئلہ ہے کہ مسلمان کون ہے؟ اور مومن کون ہے؟ اِس کسان نے گنا ویلنے میں داخل کرتے ہوئے کہا یہ تو بہت آسان بات ہے۔ اور ایک جملے میں سارا معمہ حل کر دیا۔

''جو اللہ کو مانتا ہے وہ مسلمان ہے اور جو اللہ کی مانتا ہے وہ مومن ہے''

ساہی صاحب بھی جو پڑھ رہے تھے کہ کامل لوگ محمد بخش۔۔۔۔

ممکن ہے کہ پتھر کی بھی تقدیر بدل جائے مگر شرط یہ ہے کہ سلیقے سے تراشا جائے۔

مردانِ حُر کی صحبت سے ہی انسان بنتا ہے۔ اِن کی صحبت آدم گر ہے۔

اظہارِ خیال کا یہ سلسلہ نمازِ ظہر سے قبل ایک مختصر سے وقفہ تک جاری رہا۔

سالانہ کنونشن 2011ء کا تیسرا اجلاس ظہرانہ، وقفہ آرام اور نمازِ عصر کے بعد شروع ہوا۔ جناب عزیز عارف صاحب نے تلاوت قرآن پاک کی سعادت حاصل کی۔ جناب ماجد محمود توحیدی نے نعتیہ کلام پڑھا۔ حافظ عبدالکریم صاحب اپنی مترنم آواز میں پڑھ رہے تھے۔

آمیڈا ڈھولا کراں بیٹھی زاری
میں مکدی مکاواں توں جتیا میں ہاری

اسی دوران شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ قبلہ محمد صدیق ڈار صاحب توحیدی سٹیج پر تشریف لائے۔ سب آنکھیں اشکبار تھیں۔ خوب روحانی فیوض و برکات اور سوز و گداز تھا۔ یہ وقت شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ قبلہ محمد صدیق ڈار صاحب توحیدی کی طرف سے سالانہ خطبہ کا تھا۔ قبلہ محمد صدیق ڈار صاحب نے انتہائی مختصر خطبہ میں سلسلہ عالیہ توحیدیہ کی تعلیمات کا مختصر ترین الفاظ میں اعادہ کیا اور آخر میں اپنے خلیفہ و جانشین کی نامزدگی کا اعلان کیا۔ اس اعلان کے مطابق لاہور سے جناب مولوی محمد یعقوب صاحب کو شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ قبلہ محمد صدیق ڈار صاحب نے اپنا خلیفہ و جانشین نامزد کیا۔ جناب مولوی محمد یعقوب صاحب کو قبلہ محمد صدیق ڈار صاحب توحیدی نے سٹیج پر بلایا اور گلے لگایا۔

مولوی محمد یعقوب صاحب کی خلافت و جانشینی کیلئے نامزدگی سلسلہ عالیہ توحیدیہ کے دستور کی حامل کتاب طریقت توحیدیہ اور بانی سلسلہ عالیہ توحیدیہ حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کی رجسٹرڈ وصیت کے عین مطابق غیر وراثتی ہوئی۔

تیسرے اجلاس میں اظہارِ خیال کا سلسلہ دوبارہ شروع ہوا اور چیچہ وطنی سے جناب محمد حسین صاحب ''خدمت خلق'' کے موضوع پر حاضرین سے مخاطب ہوئے۔ نمازِ مغرب سے پہلے وقفہ ہوا۔ تمام مریدین سلسلہ نے جناب مولوی محمد یعقوب صاحب سے گلے مل کر صحت اور اِستقامت کی دُعائیں دیں۔

اظہارِ خیال کیلئے فہرست میں جناب عتیق عباسی صاحب نے ''عالمگیر محبت اور امن عالم''، جناب مولوی محمد یعقوب صاحب نے ''سکری اور صحوی تصوف''، جناب پروفیسر غلام شبیر شاہد صاحب نے ''بیعت کے انوار و برکات''، مدیر ماہنامہ فلاح آدمیت جناب احمد رضا خان صاحب نے ''فلاح آدمیت'' درپیش مسائل اور ان کا ممکنہ حل، جناب ماجد محمود صاحب نے ''سلسلہ عالیہ توحیدیہ کے مقاصد، جناب فیصل خان صاحب نے ''اسلامی تصوف قرآن و سنت کی روشنی میں''، جناب فہد محمود صاحب نے ''راہِ سلوک کی رکاوٹیں اور اِن کا حل''، جناب محمد سلیم صاحب نے ''معرفت و روحانیت، جناب وحید احمد صاحب نے ''آداب معاشرت''، اور جناب محمد عرفان مغل صاحب نے ''ذکر الٰہی'' کے موضوعات پر بات کرنا تھی مگر اِجتماع میں وقت کی کمی کے باعث اِن احباب کو اظہار خیال کیلئے نہ بلایا جا سکا۔

نمازِ مغرب کے بعد اِجتماعی حلقہ ذکر جناب عابد کبیر شاہ صاحب نے کرایا۔ ذکر کے بعد نشست بیعت ہوئی جس میں کئی دوستوں نے اپنے خادمان حلقہ کے توسل سے سلسلہ عالیہ توحیدیہ میں بیعت کی۔

نمازِ عشاء اور کھانے کے بعد محفل سماع کا اہتمام تھا۔ محفل سماع کیلئے اِمسال دو گروپ بلائے گئے۔ سماع کے دوران ہمارے محسن جناب رسالدار محمد حنیف خان صاحب کے پوتے جناب آفاق احمد خان صاحب اپنے دوستوں کے ساتھ کنونشن پر آئے۔ جنہیں قبلہ باباجان نے خصوصی عزت اور پیار دیتے ہوئے اپنے ساتھ سٹیج پر بٹھایا۔ سماع کے اختتام پر ترانہ توحیدیہ اور دُعا ہوئی۔ دُعا کے بعد قبلہ باباجان نے جناب آفاق احمد خان صاحب کو تمام مریدین سلسلہ سے متعارف کرایا۔ آفاق احمد خان صاحب کی آمد سے جناب رسالدار محمد حنیف خان صاحب کی یاد تازہ ہوئی اور تمام مریدین میں ایک خوشی، جوش اور مسرت کی کیفیات نظر آ رہی تھیں۔ تمام مریدین نے جناب آفاق احمد خان صاحب سے گلے ملنے کی سعادت حاصل کی۔ قبلہ باباجان نے نمازِ فجر کے بعد اِنتظامی امور کے سربراہ جناب محمد طالب صاحب کو بلا کر اِن کا تعارف آفاق احمد خان صاحب سے کرایا۔ جناب آفاق احمد خان صاحب کو شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ قبلہ محمد صدیق ڈار صاحب توحیدی نے کتاب ''فرمودات فقیر، مکتوبات وملفوظات حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ اور دو کاپیاں فلاح آدمیت خصوصی ایڈیشن بنام کارواں نمبر دیں اور ناشتہ کیلئے جناب محمد طالب صاحب کے ساتھ روانہ کرتے ہوئے الوداع کہا۔

ناشتہ کے بعد قبلہ محمد صدیق ڈار صاحب توحیدی مریدین سلسلہ کو الوداع کرنے کیلئے تشریف لائے۔ سوز وگداز سے بھرپور کیفیات میں سب بھائی اپنے اپنے قصبوں اور شہروں کی طرف روانہ ہوئے۔ سلسلہ عالیہ توحیدیہ کے سالانہ کنونشن 2011ء کے روز وشب فیوض وبرکات کے تمام تر کمالات کے ساتھ موجزن ہوئے اور مریدین سلسلہ کی سینوں میں سنہری یادوں کی صورت میں ہمیشہ کیلئے سما گئے۔

بزم خواتین (روداد یوم النساء)

(نادیہ طالب گوجرانوالہ)

میں نیواں میرا مرشد اُچا، اُچیاں دے سنگ لائی
صدقے جاواں ایناں اُچیاں توں جنہاں نیویاں نال نبھائی

بزم خواتین کا سالانہ اجتماع 6۔ مارچ بروز اتوار منعقد ہوا۔ اِس مبارک محفل میں شرکت کیلئے دور دراز سے بہنیں تشریف لائیں۔ لیہ، چوک اعظم سے تو ایک دن پہلے ہی بہنیں پہنچ گئیں۔ جو کہ اِسی سال بیعت کا شرف حاصل کر چکی تھیں۔ اِن کا ذوق اور شوق دیدنی تھا۔ اِس کے علاوہ ڈسکہ، راہوالی، گکھڑ، نوشہرہ ورکاں، مرالی والا، نوکھر اور گوجرانوالہ سے بھی تشریف لائیں۔

پروگرام کا آغاز تلاوتِ قرآن پاک سے ہوا۔ بعد میں نعتِ رسول مقبول ﷺ سے ایک عجیب پُر کیف سماں پیدا ہوا۔ اب سلسلہ توحیدیہ کے مطابق ذکر نفی اثبات شروع ہوا۔ ذکر نفی اثبات سے پورا ہال گونج اُٹھا۔ بے شک اِسی نفی اثبات سے ہی دل زندہ ہوتا ہے۔

دل بیدار پیدا کر کہ ہے خوابیدہ دل جب تک
نہ تیری ضرب ہے کاری نہ میری ضرب ہے کاری

دل بیداری ہی آگے چل کر سالک کیلئے نئی منزلوں کی نشاندہی کرتا ہے۔ اِسی ذکر سے دل میں گرمی اور ایک قسم کا کیف وسرور پیدا ہوتا ہے۔ ذکر اذکار کے ساتھ ساتھ مرشد کامل کا فیض بھی جاری وساری رہتا ہے۔

صد سالہ دورِ چرخ تھا ساغر کا ایک دور
نکلے جو میکدے سے تو دنیا بدل گئی

اب ہال میں بابا جان تشریف لائے آپ کے ارشادات نہایت جامع اور عام فہم تھے آپ نے سلسلہ توحیدیہ کی انفرادیت پر روشنی ڈالی کہ اِس سلسلہ میں تعلیم قبر پرستی اور پیر پرستی سے ہٹ کر دی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ جو سالک سلسلہ توحیدیہ کی تعلیم پر پوری طرح عمل کرتا ہے تو اِسکے دل میں ایک روشنی پیدا ہو جاتی ہے اور اِسکو اُس کے باطن کی خوبیاں اور خامیاں نظر آنے لگتی

ہیں۔گویا!

رہے دیکھتے اوروں کے عیب و ہنر رہے اپنے حال سے بے خبر
پڑی جب گناہوں پہ اپنے نظر تو نگاہ میں کوئی برا نہ رہا

قبلہ حضور نے عورت کے مقام کا حوالہ دیتے ہوئے مزید فرمایا کہ معاشرہ میں اگر عورت اپنا مقام حاصل کر لے تو اسکی اولاد یقینی طور پر اپنی ماں کے فیض سے ضرور بہرہ ور ہو گی اہل دل بزرگ صرف اللہ کی خوشنودی اور مخلوق کی اصلاح کیلئے ہر وقت کمر بستہ رہتے ہیں دل کی دنیا کو صرف اہل دل ہی آباد کرتے ہیں اہل دانش تو عقل کو روشن کریں گے۔

زندگی کچھ اور شے ہے علم ہے کچھ اور شے
زندگی سوزِ جگر ہے علم ہے سوزِ دماغ
علم میں لذت بھی ہے دولت بھی ہے شہرت بھی ہے
ایک مشکل ہے کہ ہاتھ آتا نہیں اپنا سراغ

قبلہ حضور نے آجکل کے رسم و رواج اور بیاہ شادیوں پر فضول خرچی سے منع فرمایا کیونکہ زیادہ تر اِن فضول رسم و رواج کی بنیاد عورت ہی ہوتی ہے لیکن جونہی کوئی فرد اللہ کی راہ پر گامزن ہو جائے گا تو خود بخود ہی اِسکا دل فضولیات سے اچاٹ ہو جائے گا۔

پروگرام کے آخر میں اجتماعی دُعا ہوئی گویا یہ دُعا سب کے دلوں میں اُتر رہی تھی۔ بعد میں بہنوں نے آپس میں تعارف کرایا اور دور سے آئی بہنوں نے اپنے احوال کا تذکرہ کیا۔ آپس میں پیار، محبت اور یگانگت کی عجب فضا تھی۔ پروگرام ختم ہو چکا تھا۔ دور سے آنے والوں نے اپنے ذاتی مسائل قبلہ حضور سے پیش کئے اور فرداً فرداً رختِ سفر باندھ لیا۔ سب لوگ اپنے دل میں مرکز کی محبت اور قبلہ حضور کی عقیدت کی اُمنگ کے ساتھ اجازت لے رہے تھے اور دُعاؤں کے ساتھ رُخصت ہو رہے تھے۔

جلا سکتی ہے شمع کشتہ کو موج نفس اِن کی
الٰہی کیا چھپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں

شیخ سلسلہ توحیدیہ کا خواتین سے خطاب

(مرکزِ تعمیر ملت گوجرانوالہ میں ہر سال موسم بہار میں ایک دن ''یوم النساء'' Ladies Day کے نام سے منعقد کیا جاتا ہے جس میں نزدیکی حلقہ جات سے بہنیں شرکت کرتی ہیں۔ اِس دفعہ بھی 6 مارچ بروز اتوار کو خواتین کا اجتماع منعقد کیا گیا جسکی خصوصی بات یہ تھی کہ چوک اعظم ضلع لیہ سے بھائی اپنی Families کیساتھ تشریف لائے۔ اِس موقع پر باباجان نے خواتین سے جو خطاب فرمایا قارئین کیلئے پیش خدمت ہے)۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰینَا مُحَمَّدٍ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَ رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ اَجۡمَعِیۡنَ۔ وَالسَّلَامُ عَلَیۡنَا وَ عَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیۡنَ۔ اَمَّا بَعۡدُ:

سب حمد وثناء اللہ تعالیٰ کی ذات کیلئے ہے جس نے یہ کائنات پیدا فرمائی۔ اُس کو کسی مشیر اور وزیر کی حاجت نہیں ہے اور وہ اکیلا ہی پورے نظام کو چلا رہا ہے۔ وہ ہر وقت ہمارے ساتھ ہوتا ہے۔ وہ نہ صرف ہماری بات سنتا، اعمال کو دیکھتا بلکہ ہمارے سینوں کے اندر چھپی ہوئی باتوں کو بھی جانتا ہے۔

ہمارا جسم و جان، قلب و زبان، آنکھیں اور کان اور زندگی کی بقا اور اِرتقاء کیلئے سارے سامان اُسی نے دیئے ہیں۔ اِس کی عطا کردہ ظاہری اور باطنی نعمتیں اِس قدر ہیں کہ ہم اپنی بے علمی اور کم فہمی کے باعث ان کا شمار بھی نہیں کر سکتے۔ اگر ہم زندگی کے صرف اِس پہلو پر ہی غور کریں تو اپنے رحیم وکریم اور مہربان آقا کے سامنے ہمارے سر خم اور زبانیں اِس کی حمد وثناء سے تر رہیں اور ہم اِس کے تابع فرمان بندے بن کر زندگی بسر کریں اور دنیا و آخرت میں سرخرو ہو جائیں۔

اللہ تعالیٰ کے تمام رسولوں نے بنی نوع انسان کو اللہ تعالیٰ کی ذات اور آخرت کی زندگی سے

آشنا کرایا۔ انہیں دونوں جہانوں میں کامیابی کا راستہ بتایا، باہمی محبت، مساوات اور احترامِ آدمیت کا سبق دیا تاکہ وہ دنیا میں بھی عزت واکرام اور امن وامان سے زندگی بسر کریں اور مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی جنت میں داخل ہو جائیں۔ سب سے آخر میں حضور سید الانبیاء، احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ ﷺ پوری انسانیت کیلئے اللہ تعالیٰ کے رسول بن کر تشریف لائے۔ اب قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی رضا اور قرب کے اعلیٰ مقامات کے حصول کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ ہے حضور رحمۃ اللعالمین کا اِتباع۔ چنانچہ اس حقیقت کا اعلان کرتے ہوئے قرآن کریم میں ارشاد ہوا۔

☆ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌo (آل عمران۔31)

ترجمہ: ”آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تم سے محبت کریگا اور تمہارے گناہ معاف کر دیگا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے“۔

میری بہنو اور بیٹیو! مندرجہ بالا آیت مبارکہ کے مخاطب مرد اور عورتیں دونوں ہیں۔ دین اسلام کے ارکان کی پابندی کا دونوں کو ایک جیسا حکم ہے۔ اِس دنیا میں تقسیم کار کا اصول کارفرما ہے مرد حضرت درجنوں پیشوں سے منسلک ہیں ان میں چند شعبوں میں عورتیں بھی اپنا نام پیدا کر چکی ہیں۔ لیکن اِن کی اکثریت امورِ خانہ داری انجام دیتی ہیں۔ اور یہ سب سے اہم کام ہے کیونکہ قوموں کی تربیت ماؤں کی گود ہی میں ہوتی ہے۔ انسانی زندگی کے اِن متنوع شعبوں سے مثبت نتائج حاصل کرنے کیلئے جن اخلاقی بنیادوں کی ضرورت ہوتی ہے وہ صرف اللہ کا دین مہیا کر سکتا ہے اور اِس کے ساتھ ہی آخرت کی کامیابی کی ضمانت بھی دیتا ہے۔ قرآن کریم کی ایک بہت جامع آیت میں نیک خصلت مردوں اور عورتوں کا کردار ایسے حسین انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ اِسے دارین کی کامیابی کا سلیبس قرار دیا جا سکتا ہے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ کا ارشاد سماعت فرمائیں۔

☆ اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِيْنَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِيْنَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِيْنَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِيْنَ

وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيراً وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْراً عَظِيماً o (احزاب۔35)

ترجمہ'' مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ، مومن مرد اور مومن عورتیں، فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں، راستباز مرد اور راستباز عورتیں، صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں، خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں، روزے رکھنے والے مرد اور روزے رکھنے والی عورتیں، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں، کچھ شک نہیں کہ اللہ نے اُن کیلئے بخشش اور اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے''۔

اِس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجرِ عظیم کے مستحق مردوں اور عورتوں کی مشترک صفات بیان فرمادی ہیں اور آخر میں اللہ کا ذکر کثرت سے کرنے والوں کی شان ظاہر کی گئی ہے۔اب ہم آپ کو ذکر کی اہمیت سے آگاہ کریں گے۔

فضائل ذکر

آپ اچھی طرح جانتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے دین میں داخل ہو جانے کے بعد اولین فرض نماز ہے جو اللہ تعالیٰ کو یادِ رکھنے اور زندگی کے مقصد کو ذہن میں تازہ رکھنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ'' کفر اور ایمان میں فرق کرنے والی چیز نماز ہے'' کیونکہ یہی ایک فرض عبادت ہے جو روزانہ پانچ وقت ادا ہوتی اور اہل ایمان کی پہچان ہے۔ اِس کے علاوہ روزہ، زکوٰۃ اور حج کی فرض عبادات سالانہ نوعیت کی ہیں۔

نماز کی پابندی کے علاوہ قرآنِ کریم میں بیسیوں جگہ یہ تاکید کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اُٹھتے بیٹھتے اور پہلوؤں پر لیٹے ہوئے یاد کرو اور کسی حالت میں بھی اس کے ذکر سے غافل نہ ہونا۔ قرآن کریم میں محبت کے ساتھ اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والوں کو یہ عظیم خوشخبری دی ہے کہ'' تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کرونگا'' (البقرہ۔152) حدیث قدسی ہے کہ اللہ فرماتا ہی کہ'' جو میرا

ذکر کرتا ہے میں اُس کا ہمنشین ہوتا ہوں"۔اور یہ بھی ارشاد ہوا کہ "بندہ مجھے ایک مرتبہ یاد کرتا ہے تو میں اِسے دس مرتبہ یاد کرتا ہوں"۔

خوش نصیب ہیں وہ مرد اور عورتیں جو کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے اور اس کے قرب کی لذت اور برکات سے محظوظ ہوتے اور ان کے قلوب اطمینان کی دولت پاتے ہیں اور انکی نمازیں حضوری والی بن جاتی ہیں۔

اب ذرا دوسری طرف دیکھئے کہ نماز اور ذکر سے غفلت کرنے والے بدنصیبوں کی کیفیت بیان کرتے ہوئے کیا فرمایا گیا۔

☆وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَإِنَّ لَهُ مَعِيْشَةً ضَنكاً وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى۔(طٰہٰ۔124)

ترجمہ:"جوانسان میرے ذکر سے منہ پھیر لے گا اس کیلئے تنگی کا جینا ہوگا اور قیامت کے دن ہم اس کو اندھا اُٹھائیں گے"۔

☆وَمَن يَعْشُ عَن ذِكْرِ الرَّحْمَنِ نُقَيِّضْ لَهُ شَيْطَاناً فَهُوَ لَهُ قَرِيْنٌ o

ترجمہ:"جو اللہ کے ذکر سے آنکھیں بند کر لے ہم اِس پر شیطان مقرر کر دیتے ہیں تو وہ اِس کا ساتھی ہو جاتا ہے"۔ (زخرف۔36)

☆ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَأَنسَاهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ أُولَئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ o (المجادلہ۔19)

ترجمہ:"شیطان نے اِن کو قابو کر لیا ہے اور انہیں اللہ کا ذکر بھلا دیا۔ یہ شیطانی گروہ ہے۔ سن رکھو کہ شیطان کا لشکر نقصان اُٹھانے والا ہے"۔

قرآن کریم میں ارشاد ہوا ہے کہ "جو اہل ایمان ہیں ان کو شدید محبت اللہ سے ہوتی ہے"۔

اور جس سے شدید محبت ہو اِسے بھلانا ممکن ہی نہیں ہوتا۔ اور جو لوگ ذکر اور نماز سے غافل ہو جاتے ہیں وہ اللہ کی حفاظت سے باہر ہو جاتے ہیں اور شیطان انکو قابو کر لیتا ہے۔

ذکر کی صورتیں

جو بہنیں سلسلہ عالیہ توحیدیہ میں بیعت ہیں ان کے روزانہ ذکر کے معمولات حسب ذیل ہیں۔آپ ان پر عمل پیرا رہیں گی تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایمان کی حلاوت اور سوز و گداز کو خود ہی محسوس کرنے لگیں گی۔

1۔ پنجگانہ فرض نمازوں کی حضوریِ قلب کے ساتھ ادائیگی۔

2۔ حسبِ سہولت نوافل پڑھنا۔ یہ تہجد کے علاوہ نمازوں کے ساتھ بھی پڑھ سکتی ہیں۔

3۔نفی اثبات یعنی لا اِلہ الا اللہ کا ذکر رات کی نمازوں میں سے کسی ایک نماز کے بعد کرنا۔

4۔ پاس انفاس یعنی یہ کوشش کریں کہ کوئی سانس اللہ کے ذکر کے بغیر نہ آئے نہ جائے۔اس طرح اُٹھتے بیٹھتے اور لیٹے ہوئے ہر جگہ اور ہر وقت اللہ کو یاد رکھیں۔

5۔ حسب سہولت روزانہ قرآن کریم کی تلاوت ترجمہ کے ساتھ کریں۔

6۔ روزانہ ایک ہزار مرتبہ درود شریف کا ورد باوضو اور بیٹھ کر کیا کریں۔

جو بہنیں سلسلہ میں بیعت نہیں ہیں ان کو بھی چاہیے کہ روزانہ چند تسبیحات درود شریف پڑھنے کو اپنا معمول بنالیں۔اِس سے بے شمار دُنیوی اور روحانی برکات حاصل ہوں گی۔اِس کے علاوہ اپنے کام کاج کے دوران تیسرے کلمہ کا ورد کرتی رہا کریں تو اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال رہے گا۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ذکر کرنے والا اور نہ کرنے والا ایسا ہے جیسے زندہ اور مُردہ۔ اِس لئے میری محترم بہنو اور عزیز بیٹیو! آپ کو دُنیا کے کام اور فرائض منصبی احسن طریقہ سے ادا کرنے ہیں لیکن نماز اور ذکر سے کبھی غفلت نہ کریں اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ذہن میں بٹھالیں۔

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا لَا تُلْھِکُمْ اَمْوَالُکُمْ وَلَا اَوْلَادُکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَمَنْ یَفْعَلْ ذٰلِکَ فَاُولٰئِکَ ھُمُ الْخَاسِرُوْنَ o (منافقون۔9)

ترجمہ ”اے ایمان والو تم کو تمہارے مال اور اولاد اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرنے پائیں۔جو لوگ ایسا کریں گے وہ خسارہ میں ہیں“۔

تزکیہ اخلاق

اللہ تعالیٰ کے قرب اور اس کی رضا کے حصول کیلئے ضروری ہے کہ انسان کی طبیعت میں سے تختی، غرور، غصہ، غیبت، تجسس اعمال اور حسد وغیرہ جاتا رہے اور نرمی اور شائستگی کے ساتھ انکساری پیدا ہو جائے اور ہر حال میں خوش رہنا آ جائے۔ اگلے زمانہ کے شیخ اس کیلئے مریدوں سے مسلسل روزے رکھواتے، نالیاں صاف کراتے اور بھیک منگواتے تھے لیکن ہمارے بانی سلسلہؒ نے اس سخت مجاہدے کو آسان کر دیا اور حکم دیا کہ بس دو چیزیں چھوڑ دو اور دو اختیار کر لو۔ دو چیزیں جو چھوڑنی ہیں وہ غصہ اور نفرت ہیں اور جو اختیار کرنی ہیں وہ ہیں محبت اور صداقت۔ اور یہ مجاہدہ آپ کے گھر کے اندر ہی پورا ہو جائے گا اس کیلئے باہر جانے کی ہرگز ضرورت نہیں ہے۔ یہ بات یاد رکھیں کہ اخلاق حسنہ یعنی اچھی اور نیک خصلتوں کی بنیاد محبت ہے۔ یاد رکھیں کہ سب سے زیادہ محبت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے کرنی چاہیے۔ ان کے بعد اپنے مرشد سے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ عالمگیر محبت کا جذبہ ہونا بھی ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی ہے اور اسکی سب سے پیاری نشانی ہے اور اس کی انگنت صفات کی مظہر ہے۔ حدیث قدسی ہے کہ اللہ نے فرمایا ''مخلوق میرا کنبہ ہے جو اس سے جتنی بھلائی کرتا ہے میں اتنی ہی اس سے محبت کرتا ہوں''۔ اگر تم ولی اللہ بننا چاہتے ہو اور تمہاری خواہش ہے کہ اللہ تمہارے ساتھ محبت کرے تو ضروری ہے کہ تم اس کی مخلوق کے ساتھ محبت کرو۔ کسی انسان کو حقیر اور ذلیل ہرگز نہ سمجھو اور نہ کسی سے نفرت کرو۔ نہ کسی کو گالی دو نہ ہی سخت کلامی سے پیش آؤ۔ اللہ تعالیٰ نے کسی کو کوئی نعمت دی ہو تو اس پر حسد ہرگز نہ کرو۔ ابوداؤد میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ''حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو''۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ '' لَا تَجَسَّسُوْ وَلَا یَغْتَبْ بَعْضُکُمْ بَعْضًا ''یعنی ایک دوسرے کے اعمال کا تجسس ہرگز نہ کرو اور نہ ہی غیبت کرو۔ یہ دونوں عیب گناہِ کبیرہ ہیں۔ اس لئے سب پیر بہنوں کو چاہیے کہ ان دونوں باتوں سے خاص طور پر اجتناب کریں۔ سب سے اچھی عادت یہ ہے کہ دوسروں کی برائیوں کی ٹوہ میں لگیں ہی نہیں بلکہ ہمیشہ ان کی خوبیوں پر نظر رکھیں۔ بیعت نامہ کی اس شق پر قائم رہیں کہ اپنے کسی قول، فعل یا حرکت سے کسی انسان کو دُکھ، رنج، تکلیف یا نقصان نہ پہنچاؤں گی۔ ہر ایک کیلئے ہمیشہ بھلا ہی سوچیں، بھلا ہی کہیں اور بھلا ہی کریں۔ مختصر یہ کہ قرآن مجید میں جن

باتوں سے منع کیا گیا ہے انہیں چھوڑتی جائیں اور جنہیں کرنے کا حکم ہے انہیں اپناتی چلی جائیں یہی صراط مستقیم ہے جو آپ کو اللہ تک پہنچا دے گا۔

اِصلاح کا کام

ہمارا دستورِ حیات قرآن ہے اور اِسکی عملی تفسیر نبی آخر الزمان محمد مصطفیٰ ﷺ کا اُسوہ حسنہ ہے جس پر عمل کر کے ہم دنیا اور آخرت دونوں کو سنوار سکتے ہیں۔ میری بہنو! چار دیواری کی دنیا میں آپ کی فرمانروائی ہوتی ہے۔ اگر آپ قرآن وسنت کی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے اپنے گھروں کو قرینے اور سلیقے سے چلائیں تو جنت کا نمونہ بن جائیں۔ انسان کی سب سے پہلے تربیت گاہ ماں کی گود ہوتی ہے۔ جہاں اِنکے اخلاق کی بنیادیں استوار ہوتی ہیں۔ یہ اہم ترین کام بھی آپ کے سپرد کیا گیا ہے کیونکہ آپ ہی اِس کے اہل اور حقدار ہیں۔ اپنے بچوں کی تربیت اِس طرح کریں کہ ان کے لباس، بات چیت، اُٹھنے بیٹھنے، میل ملاقات، کھانے پینے کے انداز اور اطوار و کردار سے اِسلامی تہذیب کا رنگ جھلکے۔ اور وہ بڑے ہو کر پکے سچے مسلمان بن کر زندگی گذاریں اور دارین میں سرخرو ہو جائیں۔

تمام اہل ایمان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک اہم فریضہ یہ بھی عائد کیا گیا ہے کہ ''قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا'' یعنی اے اہل ایمان اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔ اِس لئے اگر ہم نے اپنی اولاد کی دُنیوی ضرورتوں کا خیال تو رکھا لیکن آخرت کی کامیابی کی راہ پر نہ لگایا تو ہم نے ان پر ظلم کیا اور اِس کوتاہی پر ہماری گرفت بھی ہوگی۔

اس کے علاوہ سلسلہ توحیدیہ کی طرف سے ایک خصوصی ذمہ داری بھی آپ بہنوں پر عائد ہوتی ہے اور وہ ہے خلافِ شرع، خلاف عقل اور مالی تباہی کا سبب بننے والی رسوم کی اصلاح۔ جو ہمارے معاشرے کو گھن کی طرح کھا رہی ہیں اور اِن کی وجہ سے مسلمانوں کی زندگیاں اجیرن ہو گئی ہیں۔ اِس محاذ پر آپ کی سعی عنداللہ ماجور ہوگی۔

دین اسلام تو کھانے پینے پہننے، رہن سہن اور شادی بیاہ میں سادگی کی تعلیم دیتا ہے کیونکہ سادگی ہی میں آسودگی ہے۔ لیکن ہمارے معاشرے کو بچوں کی پیدائش، شادی بیاہ، مہندی منگنی اور موت کے بعد کی فضول وغیر معقول اور مقروض بنا دینے والی رسوم نے اس طرح اپنی گرفت میں لے رکھا ہے کہ نماز اور دوسرے فرائض کی ادائیگی بھی پیچھے رہ گئی ہے۔ نماز نہ پڑھنے والے کو کوئی کچھ نہیں

کہتا لیکن جو کوئی ان رسومات کو پورا نہ کرے اس پر ہر طرف سے لعن طعن کے تیر برسائے جاتے ہیں اور لوگ معاشرے کے اِس رویے کے ڈر سے قرض اٹھا کر بھی یہ رسومات پوری کرنے پر مجبور ہیں۔ اور یہ بات ثابت شدہ ہے کہ ایسی خرافات کی دلدادہ اور انہیں تقدس کا درجہ دینے والی عورتیں ہی ہوتی ہیں۔

اے میری توحیدی بہنو! اب جبکہ آپ نے اللہ تعالیٰ، اس کے رسول ﷺ اور آپ کے صحابہ اور صحابیات کی راہ پر چلنے کا عزم کر لیا ہے تو آپ کو چاہیے کہ اِن غیر اسلامی رسموں کو ترک کر کے دوسروں کیلئے بھی اچھی مثال قائم کریں اور انہیں بھی پیاری پیاری نصیحتوں اور حکمت کے ساتھ بھلائی کے راستہ پر چلنے کی ترغیب دیں۔ معاشرہ کی اصلاح کے اس کام میں اللہ تعالیٰ کی نصرت یقیناً آپ کے ساتھ ہوگی۔ یہ بات یاد رکھیں کہ اصلاح ہمیشہ محبت، بُردباری اور حکمت کے ساتھ ہوتی ہے۔ اِس کیلئے شائستہ الفاظ اور نرم آواز کے ساتھ گفتگو کرنے کا ڈھنگ اپنائیں۔ لوگوں کی مخالفت، سخت رویے اور ترش کلامی پر بھی حلم اور صبر کا مظاہرہ کریں اور بحث ہرگز نہ کریں۔ جو بحث کرنا چاہے اِس سے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگ لیں۔ کیونکہ ہمارے مسلک میں بحث کرنا منع ہے۔ فروعی اختلافات میں ہرگز نہ پڑیں۔ ہمیں ''مسلمان'' کہلوانے پر فخر کرنا چاہیے۔ اسلام تو نفرتوں کو مٹا کر انسانوں کو بھائی بھائی بناتا ہے۔ آپ کے رشتہ داروں یا اڑوس پڑوس میں کوئی مسکین ہو تو حسبِ توفیق انکی مدد کرتی رہا کریں۔

میری بہنو! اپنی اور دوسروں کی اصلاح کے بارے میں قرآن وحدیث اور بانی سلسلہؒ کی تعلیم میں سے کچھ باتیں آپ کی خدمت میں پیش کی ہیں۔ آخرت میں حصولِ برکت کیلئے بانی سلسلہ عالیہ توحیدیہ حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کی کتاب ''طریقت توحیدیہ'' سے اِسی موضوع پر ایک نصیحت آموز اقتباس پیش کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے تحریر فرمایا!

''سلسلے کے تمام اشخاص کو چاہیے کہ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ خوب محبت اور شفقت سے پیش آئیں۔ اِن کی تمام ضروریات کو خوشی خوشی پورا کریں، اِن کے قصوروں کو معاف کریں اور محبت سے اِن کی اصلاح کریں، عورتوں پر بھی فرض ہے کہ وہ خاوند کی خدمت کریں اِن کا حکم مانیں۔ اُن کی تمام ضروریات اِن کے کہے بغیر تیار اور پوری کر دیا کریں۔ سلیقہ سے رہیں، گھر کو صاف ستھرا اور بچوں کو پاک صاف رکھیں۔ سختی سے کبھی نہ بولیں۔ اگر خاوند کبھی سختی سے بات کرے تو

صبر کریں اور جواب نہ دیں۔ کپڑے لتے سادہ پہنیں۔ زیور کا شوق نہ رکھیں کہ اصلی زیور نیکی ہے۔ الغرض میاں بیوی مل کر گھر کو جنت کا نمونہ بنا دیں۔ ایسے گھر پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ برخلاف اِس کے جہاں لڑائی اور فساد رہتا ہے وہاں اللہ کا غضب نازل ہوتا ہے، رزق میں کمی آ جاتی ہے، بیماریاں گھیر لیتی ہیں اور وہ گھر جہنم بن جاتا ہے''۔

چھوٹے کام بڑا انعام

آپ بہنوں کی زندگی کا دائرہ کار عموماً گھر کی چار دیواری تک ہی محدود رہتا ہے اور مردوں کی طرح بڑے بڑے کام کرنے کے مواقع نہیں ملتے۔ لیکن آپ کے ذمے لگائے گئے کام بظاہر چھوٹے چھوٹے نظر آتے ہیں لیکن وہ اتنے اہم ہیں کہ اللہ تعالیٰ اِن کا بہت بڑا اجر دیگا۔ ایک دفعہ چند صحابیاتؓ نے حضورﷺ سے شکوہ کیا کہ مرد حضرات زکوٰۃ دیتے، عمرہ و حج کیلئے جاتے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں جن سے ہم محروم رہتی ہیں۔ اِس طرح وہ تو ہمارے مقابلے میں اللہ تعالیٰ سے بڑے بڑے درجات حاصل کر لیں گے، اِس پر حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

''جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ ہر ایک دروازہ مختلف نیک اعمال میں سبقت حاصل کرنے والوں کیلئے مخصوص ہوگا۔ لیکن جو عورت فرائض کی پابندی کرے، اپنی آبرو کی حفاظت کرے اور اپنے خاوند کو خوش رکھے۔ تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اِسے فرمائے گا کہ ''اے میری بندی! جنت کے اِن دروازوں میں سے جس میں تمہارا جی چاہے داخل ہو جا''۔

اِس کے علاوہ اُم سلمہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمﷺ نے فرمایا کہ ''جس عورت کا اِنتقال اِس حالت میں ہو کہ اِس کا خاوند اِس سے راضی ہو وہ جنت میں جائے گی''۔

سبحان اللہ جس نے اپنے خصوصی کرم سے چھوٹے کام پر بڑا انعام عطا کرنے کی خوشخبری حضور صادق والامین، رحمۃ اللعالمینﷺ کی زبان مبارک سے پہنچادی۔ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

میری بہنو اور عزیز بیٹیو! آیئے اب مل کر اپنے خالق و مالک اور رحیم و کریم آقا سے دُعا کریں۔

یااللہ! ہمیں اپنی اور اپنے حبیب کی سچی محبت عطا فرما۔

☆ ایمان ہمارے دلوں کے اندر داخل فرما۔

☆ ہمیں اپنی رضا والے اعمال کی توفیق عطا فرما۔

☆ ہمیں دنیا اور روحانیت کے اعلیٰ مراتب سے نواز۔

☆ ہمیں اور ہماری اولاد کو شیطان کے مکروفریب سے بچا۔

☆ ہمیں اور ہماری اولاد کو ساحروں کے سحر، شریروں کی شر، حاسدوں کے حسد اور بدخواہوں کی بدخواہی سے اپنی پناہ میں رکھ۔

☆ ہمارے والدین، بہن بھائیوں اور رشتہ داروں کو صحت، خوشحالی اور دونوں جہانوں میں کامیابی سے نواز۔

☆ ہماری اولاد کو تابع فرمان اور آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان بنا۔

☆ ملک پاکستان کو خوشحالی اور خود کفالت عطا کر اور اسے ہنود و یہود اور کفار کی سازشوں سے محفوظ فرما۔

☆ ہماری پیر بہنوں اور بھائیوں کے گھروں میں خیر و برکات کا نزول فرما۔

☆ تمام اِسلامی ممالک کو مذہبی اور سیاسی اختلافات ترک کر کے اُمت واحدہ بننے کی توفیق دے اور اپنے سچے دین کو دنیا میں غالب فرما۔

☆ ہمیں اِسلام کے مطابق زندگی اور ایمان پر خاتمہ نصیب فرما اور اپنے مقربین میں شامل فرما۔

سب سے پیاری ہمیں ، تیری ہستی رہے
ہم پہ رحمت کی بارش ، برستی رہے
تیری نصرت ملے، ہمیں ہر گام پر
نکلے جو دم تو، تیرے نام پر

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ o وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوابُ رَّحِیْمُ o وَصَلَّ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی رَسُوْلِه مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِه اَجْمَعِیْن بِرَّحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّ احِمِیْن o

عورت کا مقام

(یوم النساء پر پڑھا گیا مقالہ)

سائرہ شوکت علی گل

غیر مسلموں نے اسلام میں عورت کے درجہ اور مقام کو ہمیشہ شک کی نظر سے دیکھا اور اِسے ایک مظلوم اور مقہور مخلوق بنا کر پیش کیا۔ حالانکہ حقیقت اِس کے برعکس ہے۔ حضور نبی کریم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی تشریف آوری کے وقت تو عورت کو انسان ہی نہیں سمجھا جاتا تھا۔ ایک بکاؤ مال کی طرح ان کی منڈیاں لگتی تھیں اور غلاموں کی طرح ان کی خرید وفروخت ہوتی تھی۔ آج بھی بزعم خود مہذب کہلوانے والے معاشروں میں عورت کو وہ مقام واحترام حاصل نہیں ہے جو اسلام نے اِسے دے رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے دین میں اسلام قبول کرنے کی اولیت کا اعزاز ایک عورت ہی کو حاصل ہے اور وہ تھیں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ اور سب سے پہلے آپ ہی نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد بالمال کیا اور اپنا سارا متاع حضور ﷺ کے قدموں پر نچھاور کر دیا۔ اس کی علاوہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جام شہادت پینے والی اولین ہستی بھی ایک عورت ہی کی تھی جن کا نام نامی حضرت سمیعہ ؓ تھا۔ انہیں کفارِ مکہ نے اذیتیں دے کر ہلاک کر دیا تھا۔

عورت کی خصوصی حیثیت کے اظہار کیلئے رسول اللہ ﷺ اکثر اپنے صحابہ سے فرمایا کرتے تھے کہ ''تمہاری اِس دنیا کی تین چیزیں مجھے پسند ہیں۔ خوشبو، عورت اور نماز''۔

میرے نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ سے عورت کی عزت کے لئے جو مثالیں ملتی ہیں انکی نظیر ملنا محال ہے۔ جب کبھی حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا آپ سے ملنے کیلئے تشریف لاتیں تو ان کے اکرام کی خاطر آپ اپنی چادر مبارک بچھا دیتے۔ جب اُم المومنین حضرت خدیجہؓ کا وصال ہوا۔ تو میرے نبی ﷺ اِسقدر رنجیدہ ہوئے کہ اس سال کو ''عام الحزن'' قرار دیا۔ حضور نبی اکرم ﷺ جن کیلئے وقت تھم جاتا، جن پر بادل سایہ کرتے۔ جس راستے سے آپ گذرتے پتھر اور درخت جھک جھک کر آپ کو سلام کرتے لیکن جب آپ کی سب سے چھوٹی بیٹی حضرت فاطمہؓ بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوتیں تو آپ اُن کے اِستقبال کیلئے کھڑے ہو جاتے اور انہیں اپنی جگہ پر بٹھاتے۔ ایسی عزت دنیا کے بادشاہ اپنی شہزادیوں کو نہیں دیتے جیسی شاہ دو جہاں ﷺ نے اپنی

بنی کو دی۔ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سیاسی بصیرت سے کون انکار کر سکتا ہے۔ خلفائے راشدین ان سے مذہبی، سیاسی اور معاشرتی مسائل کے بارے میں رہنمائی لیتے۔ عرب کا وہ جاہل معاشرہ جہاں باپ اپنی بیٹی کو زندہ درگور کر دیتا تھا۔ چند سالوں میں اسلام کی تعلیم نے اِس بیٹی کو باپ کیلئے رہنما بنا دیا۔ اسلام نے عورت پر جو احسانات کئے وہ آج کی ماڈرن مغربیت کے منہ پر طمانچہ کے مترادف ہیں۔ عورت کی تخلیقی صلاحیتوں کی جس قدر بھرپور قدردانی اسلام نے کی اِس کی مثال بھی کسی دوسرے مہذب معاشرہ میں نہیں ملتی۔ وہاں امیر ترین ملکوں میں بوڑھی مائیں کوئی پرسان حال اولاد نہ ہونے کی وجہ سے ہوٹلوں میں برتن صاف کر کے گذر اوقات کر رہی ہیں۔ وہ سالہا سال تک اپنے بچوں کی صورت دیکھنے کو ترستی رہتی ہیں۔ اِسی ماں کے بارے میں اسلام نے بتایا کہ جنت تمہاری ماں کے پاؤں تلے ہے۔ آقائے دو جہاں ﷺ نے عورتوں کو دنیا سے کٹ کر رہنے کی ترغیب نہیں دی بلکہ رسولِ خدا ﷺ کے زمانہ میں عورتیں میدانِ جنگ میں بھی ساتھ جاتی تھیں۔ اگرچہ وہ دشمن پر تیر اندازی نہیں کرتی تھیں۔ اِس نے اسلامی جنگوں میں تلوار تو نہیں چلائی لیکن اِسی کے گود نے وہ مجاہد تیار کئے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی نصرت سے آدھی صدی میں آدھی دنیا کو فتح کر لیا۔

اِس حقیقت کو ہر صاحب علم جانتا ہے کہ انسان کے کردار کو تشکیل دینے میں سب سے اہم کردار ماں کی گود کا ہوتا ہے۔ اگر عورت خود ہی دنیا کی تحریکات اور حالات سے بے خبر ہوگی تو اُس کی گود سے نکلنے والی اگلی نسل جہلا پر ہی مشتمل ہوگی۔ اِسی لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ''علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے''۔

اب تو سائنسی طور پر بھی یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ بچہ اپنی زندگی کا نصف علم پہلے سال ہی میں سیکھ لیتا ہے۔ لہٰذا انسان کو آکسفور یونیورسٹی اور ایچی سن کالج وہ تربیت مہیا نہیں کرتا جو ماں کی گود مہیا کرتی ہے۔ عورت معاشرے کا ایک فعال رُکن ہے۔ اِسلام اِسے حق دیتا ہے کہ ملک کی سیاست ہو یا معیشت، علم کا میدان ہو یا امور مملکت سب میں وہ اپنی صلاحیتوں کا بھرپور اظہار کر سکتی ہے۔ بقول علامہ اقبالؒ۔

وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ
اِسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوزِ دروں

جواہرات

(عبدالرشید ساہی)

جو تیرے فقیر ہوتے ہیں آدمی بے نظیر ہوتے ہیں

جو انسان صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے در کے بھکاری ہوتے ہیں اس کا آقا و مولیٰ اس کو حاجت روا مشکل کشاء اور اِسی کو داتا و دستگیر تسلیم کرتے ہیں۔ اصل میں وہی اللہ کے فقیر ہوتے ہیں وہ اپنی خواہشات کی نفی کرتے ہیں اور اتباع رسول ہاشمی ﷺ میں زندگیاں بسر کرتے ہیں وہ آدمی بے نظیر ہوتے ہیں، فقر محمدی ﷺ کو اپنانے میں دنیا و آخرت کی تمام کامیابیوں کا راز پوشیدہ ہے۔

علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

اِک فقر سکھاتا ہے صیاد کو نخچیری
اِک فقر سے کھلتے ہیں اسرار جہانگیری

لیکن آجکل فقیری کا جو حال ہو رہا ہے وہ فقیری کیا ہے؟ اور جس فقیری کی وجہ سے اسلام کو جو نا قابل تلافی نقصان ہو رہا ہے اِس کا ازالہ ناممکن ہوتا جا رہا ہے۔ نام نہاد فقیر سارا سارا دن مزارات پر بیٹھ کر بھنگ پیتے، چرس کے سوٹے لگاتے اور ہیروین جیسی لعنت سے دل بہلاتے اور حق ہو کے نعرے لگاتے رہتے ہیں وہاں نہ تو ان کو کوئی پوچھنے والا نہ روکنے ٹوکنے والا اور نہ ہی کوئی ان کو حق بات سمجھانے کی کوشش کرتا ہے اِن لوگوں کی جہالت کا یہ عالم ہوتا ہے کہ وہ اسلام کے قوانین اور اصولوں سے نابلد ہوتے ہیں علم کے زیور سے محروم ہوتے ہیں نبی رؤف و رحیم ﷺ کی غلامی کا زبانی کلامی دعویٰ تو بہت کرتے ہیں لیکن وہ غلامی کے آداب سے واقفیت نہیں رکھتے اِنہی کیلئے علامہ اقبال خدا تعالیٰ سے اِن الفاظ میں سوال کرتے ہیں۔

یہی انسان ہے سلطان بحر و بر کا
کہو کیا؟ ماجرا اِس بے بصر کا

نہ خود ہیں ، نہ خدا ہیں، نے جہاں ہیں

یہی شاہکار ہے؟ تیرے ہنر کا

اسلام ایک ضابطہ حیات ہے، اسلام ایک اعلیٰ ترین آئین ہے اسلام میں ایک مکمل ترین قانون قرآن مجید کی صورت میں موجود ہے اسلام زبانی دعوؤں کا قائل نہیں بلکہ سراسر عمل کا نام ہے جو انسان دعویٰ تو عشق رسول کا کرتے ہیں۔ دیگیں پکاتے اور نذر و نیاز تقسیم کرتے ہیں۔ وہ انسان نبی مکرم ﷺ کی چالیس سالہ مکی زندگی کا مطالعہ کریں اس پیارے محبوب رسول کریم ﷺ کی مشکلات اور تکالیف کو مدنظر رکھیں۔ آپؐ نے اللہ تعالیٰ کا پیام انسانوں تک پہنچانے کے دوران جو ایذائیں برداشت کی ہیں اِن کا تصور کریں زندگی میں اکثر فاقے برداشت کیئے تین سالہ شعب ابی طالب میں اذیت ناک قید کاٹی، گالیاں کھائیں، پتھر کھائے، زخم لگوائے۔ عشق رسولؐ کا دعویٰ کرنے والے عاشقو! اگر پور تصور کرو اور وہی نقشہ ذہن میں لاؤ تو تمہارے رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے اِسی لئے کسی شاعر نے سچ کہا ہے۔

یہ عشق نہیں آساں بس اتنا سمجھ لیجئے

اِک آگ کا دریا ہے اور ڈوب کے جانا ہے

میاں محمد صاحب آف کھڑی شریف اتباع رسولؐ کا نسخہ بتاتے ہیں۔

جیہڑا جسدا عاشق ہووئے گل اوسے دی کردا

سو سو مکر بہانے کر کے اوہدے ای مرنے مردا

زندگی جہد مسلسل کا نام ہے انسان کو اللہ تعالیٰ نے تسخیر کائنات کا کام سونپا ہے اِس کو اپنا خلیفہ مقرر فرما کر اِس پر بہت بھاری ذمہ داری عائد کر دی گئی ہے یہ انسان ہی کائنات کا مہمانِ خصوصی ہے اللہ کا نائب ہے احسن تقویم ہے اللہ کا کائنات میں بہترین شاہکار ہے اللہ تعالیٰ نے نعمتیں اور آسائشیں صرف اور صرف انسان کیلئے بنائی ہیں۔ مگر اِس کو اپنی محبت کیلئے بنایا ہے!

قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے۔

ترجمہ "ہم نے جنوں اور انسانوں کو صرف اور صرف اپنی عبادت کیلئے پیدا فرمایا ہے"۔

لیکن انسان اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کی بجائے اپنی خواہشوں سے محبت کر رہا ہے خدا کے بنائے ہوئے آئین کی پاسداری کرنے کی بجائے اپنے نفس کی پوجا کر رہا ہے۔

علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں۔

بتوں سے تجھ کو اُمیدیں خدا سے نا اُمیدی

مجھے بتا تو سہی! اور کافری کیا ہے؟

اِس سے بڑی اور کافری کیا ہوگی کہ ہم نمازیں بھی ادا کرتے ہیں اور جھوٹ سے باز نہیں آتے دھوکہ دہی اور فریب کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ بددیانتی اور رشوت کا بازار گرم ہے وعدہ کا کوئی پاس نہیں قرابت داروں کے ساتھ کوئی ہمدردی اور پیار نہیں اللہ کی مخلوق کا کوئی احساس نہیں امانت میں خیانت عام ہے نشہ کی لعنت اپنے عروج پر ہے۔ ذخیرہ اندوزی ہمارے نزدیک کوئی جرم نہیں بلکہ کاروبار ہی سارے کا سارا بلیک مارکیٹنگ پر چل رہا ہے۔ ملاوٹ 100% پر پہنچ چکی ہے۔ حالانکہ محسن کائنات نبی مکرم ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے۔

''ملاوٹ کرنے والا ہم میں سے نہیں''۔

لیکن اِس کے باوجود کوئی چیز بھی خالص دستیاب نہیں ہے کیا یہی ہمارا اسلام ہے؟ اور ہم کیسے مسلمان ہیں دعویٰ تو غلامی رسولؐ کا کرتے ہیں لیکن اسلام کے ساتھ ہمارا کوئی واسطہ اور تعلق نہیں ہے۔

فردِ واحد سے لیکر بحیثیت قوم ہی ہم بددیانت اور کرپٹ ہیں ایک چپڑاسی سے لے کر حاکم وقت تک سارے ہیرا پھیری میں مصروف ہیں قوم اور ملک کی دولت کو والدین کی وراثت سمجھ کر لوٹا جا رہا ہے کتنی بے حیائی ہے کہ متاثرین زلزلہ کی جو امداد بیرونی ممالک سے آئی وہ بھی ہڑپ سیلاب زدگان کی جو امداد آئی وہ بھی حاکموں نے اپنی تجوریوں میں جمع کر لی غریب عوام مہنگائی کے بوجھ سے کراہ رہی ہے انسانیت اپنی آخری سانسیں لے رہی ہے مگر حکمران اپنی عیاشیوں میں مست ہیں۔ صرف بیان بازی سے عوام کا پیٹ نہیں بھر سکتا۔ کتنے ستم کی بات ہے غریب آدمی دو وقت کی روٹی کو ترس رہا ہے۔ لیکن با اثر لوگ کروڑوں اربوں کے قرض معاف کروا رہے ہیں اور

ملک کو دیوالیہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں کیا انہیں اپنی موت یاد نہیں روزِ محشر کا یقین نہیں کہ ایک روز اللہ کے حضور پیش ہونا ہے۔ ذرے ذرے کا حساب و کتاب ہوگا اور جزاء و سزا دی جائے گی۔

حکمرانوں کچھ شرم کرو حیا سے کام لو انسانیت پر رحم کرنا سیکھو۔ میرے خیال میں تمہارے مکروہ دھندے دیکھ کر تحریک پاکستان میں جدوجہد کرنے والے انسانوں کی روحیں تڑپ رہی ہوں گیں۔ تصویر تو ہر دفتر اور عدالت میں قائداعظم محمد علی جناح کی نگاہ رکھی ہے کیا انہوں نے ایسے وقتوں کیلئے پاکستان بنایا اور اپنی جان کی پروا کیئے بغیر ایک وقت میں دو پاور فل قوموں کے ساتھ مقابلہ کیا اور ہمارے لئے ایک آزاد خطہ زمین اللہ کے فضل و کرم سے حاصل کر لیا۔ کہ یہاں پر اسلامی قوانین کی عملداری کریں گے ابھی وقت ہے سمجھ اور ہوش سے کام لو اردگرد نگاہ کرو انقلابات قریب آتے جا رہے ہیں مصر کی شورش تمہیں نظر نہیں آ رہی۔ سوڈان، تیونس، لیبیا اور اردن میں جو خونی انقلاب کی لہر آئی ہوئی ہے کیا وہ پاکستان میں نہیں آ سکتی۔ کہیں علامہ اقبالؒ کی کہی ہوئی بات پوری ہونے کا وقت تو نہیں آ گیا۔ فرماتے ہیں!

اُٹھو میری دنیا کے غریبوں کو جگا دو
کاخِ امراء کے درو دیوار ہلا دو
سلطانیِ جمہور کا آتا ہے زمانہ
جو طرزِ کہن تم کو نظر آئے مٹا دو
جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہ ہو روزی
اِس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلا دو
گرماؤ غلاموں کا لہو سوزِ یقیں سے
کنجشکِ فرومایہ کو شاہیں سے لڑا دو

ایک شخص نے حضرت ابراہیم ادھمؒ سے نصیحت چاہی آپ نے فرمایا۔ جب حق تعالیٰ کی نافرمانی کرو تو خدا کی دی ہوئی روزی نہ کھاؤ۔ جب گناہ کرنے کا ارادہ کرو تو اللہ تعالیٰ کی بادشاہت سے باہر نکل کر گناہ کرو، گناہ کرو تو ایسی جگہ گناہ کرو جہاں وہ نہ دیکھ سکے۔ پھر فرمایا جب موت کا

فرشتہ آئے تو اس سے کہنا کہ ذرا توبہ کرنے کی مہلت دے دے۔ اس آدمی نے کہا یہ ناممکن ہے وہ کب میرا کہا مانے گا فرمایا اگر یہ حالت ہے تو اس کے آنے سے پہلے توبہ کر لینی چاہیے۔

لوگوں نے آپ سے پوچھا کیا سبب ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری دُعائیں قبول نہیں فرماتے آپ نے فرمایا۔ تم اللہ تعالیٰ کو مانتے ہو مگر اس کی اطاعت نہیں کرتے۔ رسول اللہ ﷺ کو جانتے ہو ان کے اُمتی ہونے کا دعویٰ کرتے ہو مگر اتباع نہیں کرتے۔ قرآن کریم پڑھتے ہو مگر اس پر عمل نہیں کرتے اِس بارے میں وارث شاہ لکھتے ہیں۔

پڑھے قرآن تے عمل نہ کرے جیہڑا
اے خاص شیطان دیاں وادیاں نیں

اللہ تعالیٰ کی نعمتیں کھاتے ہو مگر اِس کا شکر ادا نہیں کرتے۔ جانتے ہو کہ دوزخ گنہگاروں کیلئے ہے مگر اس سے ذرا نہیں ڈرتے شیطان کو دشمن سمجھتے ہو مگر اسے بچتے نہیں ہو۔ موت کو برحق مانتے ہو مگر آخرت کا کوئی سامان نہیں کرتے، خویش واقرباء کو مرنے کے بعد اپنے ہاتھوں سے دفن کرتے ہو مگر عبرت نہیں پکڑتے۔

علامہ ابن قیمؒ لکھتے ہیں۔

جنت کی کنجی لا الہ الا اللہ کی شہادت دینا ہے، نماز کی کنجی طہارت ہے۔

نیکی کی کنجی سچ ہے، علم کی کنجی حسن سوال ہے، نصرت وکامیابی کی کنجی صبر ہے مزید نعمت کی کنجی شکر ہے۔ ولائت کی کنجی اللہ تعالیٰ کی محبت اور ذکر ہے فلاح کی کنجی تقویٰ ہے توفیق کی کنجی اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا ہے ایمان کے حصول کیلئے دل ونگاہ کا رُخ اللہ اور رسول اللہ کی سمت ہونا ضروری ہے۔ علامہ فرماتے ہیں!

زباں سے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ سورۃ المومنون آیت نمبر (90-83)

ترجمہ: ''تم فرماؤ کس کا مال ہے زمین اور جو کچھ اِس میں ہے اگر تم جانتے ہو، اب کہیں گے

کہ اللہ کا تم فرماؤ پھر کیوں نہیں سوچتے، تم فرماؤ کون ہے مالک سات آسمانوں کا اور مالک بڑے عرش کا اب کہیں گے یہ اللہ ہی کی شان ہے تم فرماؤ پھر کیوں نہیں ڈرتے، تم فرماؤ کس کے ہاتھ میں ہے ہر چیز کا قابو اور وہ پناہ دیتا ہے اور اِس کے خلاف کوئی پناہ نہیں دے سکتا اگر تمہیں علم ہو، اب کہیں گے یہ اللہ ہی کی شان ہے، تم فرماؤ پھر کس جادو کے فریب میں پڑے ہو بلکہ ہم اِن کے پاس حق لائے اور وہ بیشک جھوٹے ہیں اللہ نے کوئی بچہ اختیار نہ کیا اور نہ اِس کے ساتھ کوئی دوسرا خدا ہے یوں ہوتا تو ہر خدا اپنی مخلوق لے جاتا اور ضرور ایک دوسرے پر اپنی برتری چاہتا پاکی ہے اللہ کو اِن باتوں سے جو یہ بناتے ہیں۔

ایک مرتبہ اشتیاق گشتہ صاحب نے ایک فقرہ فرمایا بڑا غور طلب اور فکر انگیز ہے۔

Self love and love of the world constitute hell.

خود پرستی اور دُنیا پرستی سے جہنم تیار ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ تمام عالم اسلام کے مسلمانوں کو قرآن و حدیث کی سمجھ عطا فرمائیں۔(آمین)

حضرت عبداللہؓ بن جُبیر انصاری

(طالب الہاشمی)

قبیلہ اوس کے خاندان عمرو بن عوف سے تھے۔ سلسلہ نسب یہ ہے:

عبداللہ بن جبیر بن نعمان بن اُمیہ بن امراء القیس بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس۔

خاندانِ عمرو بن عوف کے اِس جوانِ رعنا کو مبداء فیض نے نہایت نیک فطرت ودیعت کی تھی۔ ہجرت نبوی سے تقریباً ایک سال پہلے شرف اسلام سے بہرہ ور ہوئے اور پھر ۱۳ ؁ بعد بعثت میں بیعت لیلۃ العقبہ میں شریک ہونے کی سعادت حاصل کی۔

ابن سعد نے واقدی کے حوالہ سے حضرت عویمؓ بن ساعدہ کی روایت نقل کی ہے کہ جب ہم (مدینہ کے اہل ایمان) مکہ پہنچے تو عبداللہؓ بن جبیر، معنؓ بن عدی اور سعدؓ بن خیثمہ نے مجھ سے کہا کہ آؤ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جا کر آپ کو سلام کریں کیونکہ ہم آپؐ پر ایمان لا چکے ہیں، لیکن ابھی تک آپؐ کی زیارت نہیں کی۔ چنانچہ ہم عباسؓ بن عبدالمطلب کے مکان پر گئے جہاں حضور ﷺ تشریف فرما تھے۔ ہم نے آپ کو سلام کیا اور آپؐ سے پوچھا کہ ہم (اہل مدینہ) کی ملاقات آپ سے کب اور کہاں ہو؟ حضرت عباسؓ نے کہا تمہارے ساتھ تمہاری قوم کے وہ لوگ بھی ہیں جو تم سے مخالفت رکھتے ہیں اِس لئے اپنا معاملہ پوشیدہ رکھو یہاں تک کہ حج پر آئے ہوئے لوگ منتشر ہو جائیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ملاقات کیلئے وہ رات تجویز فرمائی جس کی صبح کو یوم النفر الآخر کہا جاتا ہے۔ اور ملاقات کا مقام عقبہ کا نشیبی حصہ مقرر فرمایا۔

اِس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہؓ بن جُبیر ان لوگوں میں سے تھے جو بیعت سے پہلے ہی حضور کی زیارت سے مشرف ہو چکے تھے۔

سرورِ عالم ﷺ نے مدینہ منورہ میں نزولِ اجلال فرمایا تو دوسرے اہل ایمان کے ساتھ حضرت عبداللہؓ بن جُبیر نے بھی والہانہ ذوق وشوق کے ساتھ حضور ﷺ کا استقبال کیا۔

رمضان ۲ ؁ ہجری میں رحمت عالم ﷺ غزوہ بدر کیلئے تشریف لے گئے تو حضرت عبداللہؓ بن جُبیر بھی آپؐ کے ہمرکاب تھے۔ اِس غزوہ میں وہ کمال سرفروشی سے لڑے۔ ایک روایت کے مطابق حضور ﷺ کے داماد حضرت ابوالعاصؓ بن ربیع کو (جو بادلِ ناخواستہ کفار کے ساتھ آئے

تھے) حضرت عبداللہؓ بن جُبیر ہی نے اسیر کیا۔ (بعض روایتوں میں ان کو قیدی بنانے والے کا نام حضرت خراشؓ بن الصمہ آیا ہے)

۳ہجری میں غزوہ اُحد پیش آیا تو حضرت عبداللہؓ بن جُبیر اِس میں بڑے جوش اور جذبے کے ساتھ شریک ہوئے۔ لڑائی شروع ہونے سے پہلے سرورِ عالم ﷺ نے انہیں پچاس تیز انداز دے کر جبل اُحد کی قریبی پہاڑی جبل عینین (جبل الرماۃ) پر متعین فرمایا اور ہدایت فرمائی کہ مسلمانوں کو خواہ فتح ہو یا شکست تم لوگ کسی حالت میں اِس مقام سے نہ ہٹنا اور اگر دشمن وادی قناۃ کی راہ (یعنی جبل اُحد اور جبل عینین کے درمیانی درے) سے مسلمانوں پر حملہ کرنے کیلئے کوئی دستہ بھیجے تو اِس کو روکنا۔

میدانِ رزم گرم ہوا تو مجاہدین اسلام کی جانبازی کے باعث حملہ آوروں کے پاؤں جلدی ہی اُکھڑ گئے اور مسلمان مالِ غنیمت سمیٹنے میں مشغول ہو گئے۔ جبل عینین پر متعین تیر اندازوں نے کفار کو پسپا ہوتے دیکھا تو ان میں بھی بیشتر اپنا مورچہ چھوڑ کر میدان میں آ گئے اور مالِ غنیمت جمع کرنے کیلئے چہار طرف پھیل گئے۔ حضرت عبداللہؓ بن جُبیر نے انہیں بہت منع کیا کہ اپنی جگہ نہ چھوڑو۔ لیکن اُنہوں نے جواب دیا کہ مسلمانوں کو فتح ہو گئی ہے اب یہاں رُکنے سے کیا حاصل؟ صرف آٹھ یا دس تیر اندازوں نے حضرت عبداللہؓ کا ساتھ دیا اور سرفروشوں کی یہ قلیل جماعت برابر مورچوں میں ڈٹی رہی۔ جب مشرکین کا ایک گھڑ سوار دستہ چکر کاٹ کر درہ عینین کے راستے مسلمانوں پر حملہ آور ہوا تو حضرت عبداللہؓ بن جُبیر اور ان کے جانباز ساتھیوں نے اس کا زبردست مقابلہ کیا۔ یہاں تک کہ ایک ایک کر کے سب شہید یا شدید زخمی ہو گئے۔

حضرت عبداللہؓ بن جُبیر کو کسی مشرک نے ایسا تیر مارا کہ ان کے پیٹ کے پار ہو گیا اور آنتیں نکل پڑیں۔ مشرکین نے ان کے لاش کا مُثلہ کیا۔ (ناک کان وغیرہ اعضاء کاٹ ڈالے)۔ اِس طرح راہِ حق کا یہ جانباز سپاہی اپنے آقا و مولاؐ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے روضہ رضوان کو سدھار گیا۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نصائح لقمان حکیم

محمد عبدالحیٰ حقانی (بام خیل)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے وَلَقَدْ اٰتَیْنَا لُقْمٰنَ الْحِکْمَةَ ترجمہ! تحقیق ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی، یعنی علم و دانائی عطا کی جو کہ تمام نعمتوں کا سرچشمہ ہے۔ لہٰذا لوگوں کو چاہیے کہ لقمان حکیم کی حکمت آمیز اقوال و نصیحتوں کو یاد رکھیں اور ان پر عمل پیرا ہوں۔

لقمان حکیم کے بعض وصایا قرآن حکیم میں مذکور ہیں ان کا ثبوت تو لقمان سے قطعی اور یقینی ہے اور ان کے علاوہ جو دیگر کلمات حکمت و نصیحت لقمان حکیم سے روایت کئے گیے ہیں۔ اگرچہ ان کا ثبوت قرآن کی طرح تو قطعی نہیں۔ مگر ان میں بعض چیزیں احادیث میں مذکور ہیں اور بعض بزرگ علماء کی کتابوں میں مذکور ہیں ان میں سے بعض ہم یہاں پر نقل کرتے ہیں۔

(۱) ارشادِ باری تعالیٰ ہے اور جب کہا لقمان نے اپنے بیٹے کو جب اس کو سمجھانے لگا۔ اے بیٹے شریک نہ ٹھہرائیو اللہ کا بے شک شریک بنانا بڑی بے انصافی ہے۔ اے بیٹے اگر کوئی چیز ہووے برابر رائی کے دانے، ہو کسی پتھر میں یا آسمانوں میں یا زمین میں لاکر حاضر کرے اس کو اللہ بے شک اللہ ہر چھپی جانتا خبردار ہے۔ اے بیٹے کھڑی رکھ نماز اور سکھلا بھلی بات اور منع کر برائی سے اور سہار جو تجھ پر پڑے بے شک یہ ہیں ہمت کے کام اور اپنے گال نہ پھلا لوگوں کی طرف اور مت چل زمین پر اتراتا بے شک اللہ کو نہیں بھاتا اور اتراتا بڑائیاں کرتا اور چل بیچ کی چال اور نیچی کر آواز اپنی بے شک بُری سے بُری آواز گدھوں کی آواز ہے۔

(سورہ لقمان ترجمہ از شاہ عبدالقادرؒ)

(۲) عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لقمان حکیم یہ کہا کرتے تھے کہ جس نے اللہ کے پاس کوئی چیز ودیعت رکھی اللہ تعالیٰ اِس کی حفاظت کرتا ہے۔

(ابن کثیر صفحہ ۴۴۷ ج ۳)

(۳) قاسم بن مخیرہؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لقمان حکیم نے اپنے بیٹوں کو یہ نصیحت کی کہ اے بیٹے تقنع سے بچ اِس لئے کہ تقنع سے رات میں ٹھوکر کھا کر گر جانے کا ڈر ہے اور دن میں مذمت کا ڈر ہے (تقنع کے معنی سر کے اوپر اس طرح چادر لپیٹنا کہ گھونگھٹ کی طرح ہو جائے۔ (ابن کثیر ص ۴۴۷ ج ۳)

(۴) ثری بن یحییٰ سے روایت ہے کہ لقمان حکیم نے اپنے بیٹے سے فرمایا اے بیٹے علم اور

حکمت نے فقراء اور مساکین کو ملوک اور سلاطین کی جگہ پر بٹھلا دیا۔ (ابن کثیر صفحہ ۴۴۷ ج ۳)

(۵) عون بن عبداللہ سے روایت ہے کہ لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت کہ جس جب تم کسی مجلس میں جاؤ تو ان پر سلام کا تیر چلا یعنی اِن پر سلام کر پھر ایک کونہ میں خاموش بیٹھ جا اور ان کو دیکھتا رہ پس جب وہ بولیں تو اگر ذکر الٰہی کی باتیں شروع کی تو تو بھی اس میں حصہ لے اور اگر اِدھر اُدھر کی باتیں کریں تو وہاں سے نکل اور اُٹھ کر کہیں اور چلا جا۔

(ابن کثیر صفحہ ۴۴۷ ج ۳ و لبستان العارفین صفحہ ۲۱۹)

(۶) اے بیٹے اللہ کے تقویٰ کو اپنی تجارت بنا کہ بغیر سرمایہ کے تجھ کو نفع حاصل ہوگا۔

(صاوی صفحہ ۲۱۱ ج ۳)

(۷) اے بیٹے جنازوں پر حاضر ہوا کر اور شادیوں کی محفل میں مت جایا کر کیونکہ جنازے تجھے آخرت کی یاد دلائیں گے اور شادی کی محفلیں تجھ کو دنیا یاد دلائیں گی کہ دنیا ایسی ہوتی ہے۔

(صاوی صفحہ ۲۱۱ ج ۳)

(۸) اے بیٹے مرغ کو دیکھ کہ صبح اُٹھ کر اذان دیتا ہے اور تو بستر پر سویا ہوا ہوتا ہے لہٰذا مرغ سے زیادہ عاجز نہ بن۔ (صاوی صفحہ ۲۲۱ ج ۳)

(۹) اے بیٹے توبہ میں تاخیر نہ کر کیونکہ موت اچانک آتی ہے۔ (صاوی صفحہ ۲۱۱ ج ۳)

(۱۰) اے بیٹے تو مرد جاہل سے دوستی کرنے کی طرف راغب نہ ہو دیکھنے والا تو سمجھے گا کہ تو بھی اِس عمل سے راضی ہے۔ (صاوی صفحہ ۲۱۱ ج ۳)

(۱۱) اے بیٹے اللہ سے ڈرتا رہ اور اِس کے تقویٰ کو لازم پکڑ مگر اِس طرح رہ کہ لوگوں پر تیرا تقویٰ ظاہر نہ ہو اور لوگ یہ سمجھ کر کہ یہ شخص اللہ سے ڈرتا ہے اِس لئے تیرا اکرام کریں حالانکہ اندر سے تیرا دل بدکار ہو۔ (صاوی صفحہ ۲۱۱ ج ۳)

(۱۲) اے بیٹے خاموشی کو لازم پکڑ خاموشی پر تجھے کبھی ندامت نہ ہوگی کیونکہ اگر تیرا کلام چاندی کا ہے تو تیری خاموشی سونا ہے۔ (صاوی صفحہ ۲۱۱ ج ۳)

(۱۳) اے بیٹے شر سے علیحدہ رہ ایک شر دوسرے شر کا خلیفہ ہوتا ہے۔

(صافی صفحہ ۲۱۱ ج ۳)

(۱۴) اے بیٹے علماء کی مجلس کو لازم پکڑ اور حکماء کا کلام سنا کر کیونکہ اللہ تعالیٰ نور حکمت سے مردہ دل کو زندہ کر دیتا ہے جیسا کہ مردہ زمین کو بارش زندہ کرتی ہے اور جو جھوٹ بولتا ہے اِس کے چہرے کی رونق جاتی رہتی ہے اور بد خلق آدمی کو غم بہت لاحق ہوتا ہے اور بھاری پتھروں کا لانا اپنے

جگہوں (پہاڑوں) سے آسان ہے بہ نسبت نادان اور بے عقل کے سمجھانے کے۔

(صاوی صفحہ ۲۱۱ ج ۳)

(۱۵) اے بیٹا جاہل کو ایلچی بنا کر نہ بھیج اور اگر تجھے کوئی دانا میسر نہ آوے تو خود چلا جا۔

(صاوی صفحہ ۲۱۱ ج ۳)

(۱۶) اے بیٹے کسی اور کی باندی سے نکاح نہ کرنا کہ اپنی اولاد کو ہمیشہ کی غلامی کے غم میں ڈالدے۔ (صاوی صفحہ ۲۱۱ ج ۳)

(۱۷) اے بیٹے لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا جس میں علم والے (بردبار) کی آنکھ ٹھنڈی نہ ہوگی۔ (صاوی صفحہ ۲۱۱ ج ۳)

(۱۸) اے بیٹے وہ مجلس اختیار کرنا جس میں اللہ کا ذکر ہوتا ہو پس اگر تو عالم ہے تو تجھ کو تیرا علم نفع دے گا اور اگر تو جاہل ہے تو وہ تجھے علم سکھائے گی اور ان پر جو اللہ کی رحمت آوے گی اس میں سے تو بھی حصہ پاوے گا اور اے بیٹے اس مجلس میں نہ بیٹھنا جہاں اللہ کا ذکر نہ ہو اس لئے کہ اگر تم عالم ہو تو تجھ کو تیرا علم فائدہ نہ دے گا اگر تو جاہل ہو تو وہ تیرے جہل میں زیادتی کریں گے اور شاید اگر ان پر کوئی غضب الٰہی آیا تو بھی ان کے ساتھ پس جائے گا۔

(صاوی، جلد ۳) و تنبیہ الغافلین صفحہ ۱۵۸)

(۱۹) اے بیٹا تیرا کھانا نہ کھائیں مگر صرف متقی اور پرہیزگار لوگ۔ (صاوی صفحہ ۲۱۱ ج ۳)

(۲۰) اے بیٹے اپنے امور میں اہل سے مشورہ کر۔ (صاوی ۲۱۱ ج ۳)

(۲۱) اے بیٹے یہ دنیا ایک گہرا دریا ہے۔ جس میں بہت سے لوگ غرق ہوئے ہیں۔ پس اگر تو نجات چاہتا ہے تو اللہ کی پرہیزگاری کو اس میں اپنی کشتی بنا اور اس کو ایمان کے سامان سے بھر دے اور اللہ پر توکل اس کا لنگر بنا دے تو امید ہے کہ تو ڈوب جانے سے بچ جائے گا۔

(صاوی صفحہ ۲۱۱ ج ۳ و تنبیہ الغافلین صفحہ ۸۸)

(۲۲) اے بیٹے میں نے بڑے بڑے پتھر اور لوہے اُٹھائے ہیں مگر بُرے پڑوسی سے کسی کو زیادہ ثقیل نہیں پایا اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے قرض سے زیادہ بوجھل نہیں پایا اور میں نے بڑی تلخیاں چکھی ہیں مگر فقیری اور محتاجی سے بڑھ کر کوئی تلخی نہیں دیکھی۔

(صاوی صفحہ ۲۱۱ ج ۳ و لبستان العارفین)

(۲۳) اے بیٹے جب علم حاصل کرو تو اس پر عمل کرنے کی بھی پوری کوشش کرو۔

(صاوی صفحہ ۲۱۱ ج ۳)

(۲۴) اے بیٹے جس کسی سے دوستی کرنا چاہو تو پہلے غصہ کے حالات میں اس کا امتحان لو اور دیکھو کہ وہ اس غصہ میں تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کرتا ہے اگر انصاف کرتا ہے تو وہ دوستی کے لائق ہے ورنہ اس سے پرہیز کرنا۔ (صاوی ۲۱۱ ج ۳)

(۲۵) اے بیٹا جب تو دنیا میں اترا ہے تو تیری پشت دنیا کی طرف ہے اور منہ تیرا آخرت کی طرف ہے پس جس گھر کی طرف تو جا رہا ہے وہ اس گھر سے کہیں زیادہ قریب ہے جس سے تو دور ہوتا جا رہا ہے۔ (صاوی ۲۱۱ ج ۳)

(۲۶) اے بیٹے اپنی زبان کو **اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ** کا عادی بنا کیونکہ دن رات میں ایک ساعت ایسی آتی ہے جس میں دُعا رد نہیں ہوتی۔ (صاوی ۲۱۱ ج ۳)

(۲۷) اے بیٹے قرض سے بچنا قرض دن میں ذلت اور رات میں غم دیتا ہے۔
(صاوی ۲۱۱ ج ۳)

(۲۸) اے بیٹے اللہ سے اُمید لگائے رکھ مگر ایسی امید نہ ہو جو تجھے گناہوں پر جری و دلیر بنا دے اور اللہ سے ڈرتا رہ مگر وہ خوف ایسا نہ ہو کہ تجھ کو اللہ کی رحمت سے نا اُمید بنا دے۔
(صاوی ۲۱۲ ج ۳)

(۲۹) اے بیٹے پیٹ بھر کر نہ کھانا کتے کے سامنے ڈال دینا زیادہ کھانے سے بہتر ہے۔
(تفسیر سراج منیر صفحہ ۱۵۰ ج ۳)

(۳۰) اے بیٹے شدت غضب سے پرہیز کرنا شدت غضب دل کو خراب کر دیتی ہے۔ اس سے حکیم کے دل کا نور مٹ جاتا ہے۔ (سراج منیر صفحہ ۱۵۰ ج ۳)

(۳۱) اے بیٹے تو اِن لوگوں میں سے نہ ہونا جو اپنے تعریف کے طلب گار رہتے ہیں۔

(۳۲) اے بیٹے علماء اور صلحاء کی صحبت کو لازم پکڑ اور دو زانوں اِن کے سامنے بیٹھا کر۔
(سراج منیر صفحہ ۱۵۰ ج ۳)

(۳۳) اے بیٹے جب بھی تم سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو صدقہ دیا کرو۔
(کیمیائے سعادت صفحہ ۹۵)

(۳۴) لقمان حکیم کی انگشتری پر یہ قول کندہ تھا کہ کسی کی ظاہر برائی پر پردہ ڈالنا اس کی ایسے برائی پر ذلیل کرنے سے بدرجہا بہتر ہے جو محض شک و گمان کی پیداوار ہو۔
(کیمیائے سعادت صفحہ ۲۲۱)

(۳۵) اے بیٹا دنیا کو آخرت کے عوض فروخت کر ڈال کہ اس سے دونوں جگہ فائدہ میں

رہے گا لیکن آخرت کو دنیا کے عوض بیچنے کی کوشش نہ کرنا کیونکہ اِس طرح تو دونوں طرف سے گھاٹے میں رہے گا۔ (کیمیائے سعادت صفحہ ۳۱۹)

(۳۶) لقمان حکیم نے فرمایا کہ مال صحت سے بہتر نہیں اور طیب نفس سے کوئی اچھی نعمت نہیں۔ (خازن صفحہ ۱۸۰ ج ۵)

(۳۷) لقمان حکیم سے کہا گیا کہ کونسا شخص بدترین ہے فرمایا وہ شخص جو یہ پرواہ نہ کرے کہ لوگ اسے بدی پر دیکھیں۔ (خازن صفحہ ۱۸۰ ج ۵)

(۳۸) لقمان حکیم سے کہا گیا کہ آپ نے اتنا بڑا مرتبہ کیونکر حاصل کیا فرمایا ہمیشہ سچ کہنے امانت ادا کرنے اور فضولیات چھوڑنے پر۔ (بستان العارفین صفحہ ۶۳ و تنبیہ الغافلین صفحہ ۷۷)

(۳۹) لقمان حکیم نے فرمایا خاموشی حکمت ہے۔ (تنبیہ الغافلین صفحہ ۷۸)

(۴۰) بیان کیا گیا ہے کہ لقمان حکیم ایک حبشی غلام تھا پس اول چیز جس سے اس کی حکمت ظاہر ہوئی وہ یہ تھی کہ اِس کے مالک نے اس سے کہا کہ اے غلام میرے لئے یہ بکری ذبح کرو اور مجھے اِس کے دو بہترین گوشت کے ٹکڑے لاؤ تو لقمان دل و زبان لے آیا پھر مالک نے اس سے کہا کہ یہ بکری میرے لئے ذبح کردو اور مجھے اِسکے دو خبیث (بدترین) گوشت کے ٹکڑے لے آؤ پس وہ دل و زبان کو لے آیا تو مالک نے اِس کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ بدن میں ان دونوں سے بہترین اعضاء نہیں جب کہ یہ دونوں اچھے ہوں اور نہ اِن سے خبیث ہیں جبکہ یہ دونوں خبیث ہوں۔ (خازن صفحہ ۱۸۰/۵۴۰ و تنبیہ الغافلین صفحہ ۷۹)

(۴۱) اے بیٹے اتنا کڑوا نہ ہونا کہ تھوکا جاوے اور نہ اتنا میٹھا ہونا کہ نگلا جاوے۔

(تنبیہ الغافلین صفحہ ۹۶)

(۴۲) اعلیٰ مقام حاصل کرنے کیلئے لقمان حکیم نے یہ کام بتائے ہیں۔ اپنی نگاہ کو پست رکھنا، زبان بند رکھنا، حلال روزی پر قناعت کرنا، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنا، بات میں سچائی پر قائم رہنا، عہد پورا کرنا، مہمان کی عزت کرنا، پڑوسی کی حفاظت کرنا، فضول کام اور کلام کو چھوڑ دینا۔

(معارف القرآن صفحہ ۳۵ ج ۷)

احادیث پر اعتراضات اور اُن کے جوابات

(پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ)

تیسرا اعتراض

قال رسول اللہ ﷺ لم یکذب ابراھیم النبی فی شیء قط الا فی ثلاث قولہ انی سقیم و قولہ لسارۃ ، اختی، و قولہ ، بل فعلہ کبیرھم۔ (رواہ البخاری ومسلم والترمذی واللفظ للترمذی وقال حدیث حسن صحیح)

ترجمہ: ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابراہیم نے جو نبی تھے کبھی کذب (یعنی خلاف واقعہ بات) تین بار کے علاوہ نہیں بولا ایک بار کفار نے اپنے میلے میں شرکت کی دعوت دی تو آپ نے کہا، انی سقیم (میری طبیعت ناساز ہے) دوسری بار جب انہوں نے زوجہ محترمہ حضرت سارہ کو اپنی بہن کہا۔ تیسری مرتبہ جب ان سے پوچھا گیا کہ اِن بتوں کو کس نے توڑا تو آپ نے کہا کہ یہ کام بڑے بُت نے کیا ہے''۔

اعتراض

اِس حدیث پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ جھوٹ حرام اور گناہِ کبیرہ ہے۔ اِس کی نسبت ایسے جلیل المرتبت رسول کی طرف کرنا جسے اللہ تعالیٰ نے صِدِّیْقًا نَّبِیًّا فرمایا ہے۔ ظلم عظیم ہے، کیونکہ اِس حدیث میں جھوٹ جیسے فعل شنیع کی نسبت خلیل اللہ کی طرف کی گئی ہے۔ اِس لئے یہ حدیث موضوع ہے۔

جواب: ہم تسلیم کرتے ہیں کہ جھوٹ گناہِ کبیرہ ہے اور انبیاء کرام اِس مذموم فعل سے معصوم ہیں اور اِن کی طرف جھوٹ کی نسبت کرنا ظلم عظیم ہے۔ لیکن اگر حضرت معترض اعتراض کرنے سے پہلے کسی سے پوچھ لیتے یا کسی مستند تفسیر کا مطالعہ فرما لیتے تو اِس پریشانی میں گرفتار نہ ہوتے یہ کوفت انہیں اِس لئے اُٹھانی پڑی کہ انہوں نے کذب کو جھوٹ کا مترادف سمجھا، حالانکہ حقیقت میں ایسا نہیں بلکہ ان میں عموم وخصوص کی نسبت ہے۔ یعنی کذب عام ہے اور جھوٹ

خاص ہے۔ کذب متعدد معانی میں استعمال کیا جاتا ہے۔ جن میں سے صرف ایک معانی کے لحاظ سے جھوٹ کا مترادف ہے اور دیگر معانی میں اس کا جھوٹ سے جو جرم شنیع اور گناہِ کبیرہ ہے کوئی واسطہ نہیں اور اِس حدیث میں کذب کا استعمال جھوٹ کے معنی میں نہیں ہوا۔ بلکہ ایک دوسرے معنی میں ہوا ہے اور اِس معنی کے اعتبار سے کذب نہ جرم شنیع ہے اور نہ گناہِ کبیرہ۔ آیئے پہلے کذب کے مختلف معانی جن میں اہل لغت اِسے استعمال کرتے ہیں، کی تحقیق کریں تا کہ حقیقت نکھر کر سامنے آ جائے۔

قال ابن الانباری ان الکذب ینقسم الٰی خمسة اقسام احداهن تغییر الحاکی ما یسمع و قوله مالایعلم نقلا وروایة و هٰذا القسم هو الذی یؤثم و یهدم المرؤة و الثانی بمعنی الخطاء وهو کثیر فی کلامهم والثالث البطول کذب الرجل بمعنی بطل علیه امله وما رجاه۔ الرابع الاغواء والخامس ان یقول قولا یشبه الکذب ولا یقصد به الا الحق ومنه حدیث کذب ابراهیم ثلاث کذبات ای قال قولا یشبه الکذب وهو صادق فی الثلاث۔

(تاج العروس۔ فصل الکاف من باب الباء)

ترجمہ: ''ابن الانباری نے کہا ہے کہ کذب کی پانچ اقسام ہیں۔

(۱) متکلم نے جو کچھ سنا ہے اِس کے خلاف اگر روایت کرے تو اِسے بھی کذب کہتے ہیں (اِس معنی میں کذب جھوٹ کا ہم معنی ہے اور یہی قسم گناہِ کبیرہ ہے اور شرافت انسانی کے منافی ہے۔

(۲) کذب خطاء کے معنی میں بھی اِستعمال ہوتا ہے اور کلامِ عرب میں کذب اِسی معنی میں کثیر الاستعمال ہے۔

(۳) آرزو اور اُمید کے خاک میں مل جانے کو بھی کذب کہتے ہیں۔ جیسے کہا جاتا ہے کہ کذب الرجل یعنی اس کی اُمید خاک میں مل گئی۔

(۴) کذب بمعنی اغراء یعنی کسی کو دھوکہ میں رکھنا بھی مستعمل ہے۔

(۵) اور کذب اِس قول کو بھی کہتے ہیں جو بظاہر خلاف واقعہ (جھوٹ) نظر آتا ہے، لیکن اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ بالکل مطابق واقعہ ہے اور اِس معنی میں کذب کا لفظ اِس حدیث میں اِستعمال ہوا جہاں ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف اِس کی نسبت کی گئی ہے۔ کیونکہ آپ کے تینوں اقوال بظاہر خلاف واقعہ نظر آتے ہیں۔ لیکن اگر غور کیا جائے تو ظاہر ہو جاتا ہے کہ یہ تینوں اقوال بالکل درست ہیں۔

ابن الانباری کا قول نقل کرنے کے بعد مصنف نے اِن معانی پر کلام عرب سے کئی استشہاد پیش کئے ہیں جن کا مطالعہ طالبانِ علم کیلئے بہت مفید ہوگا۔

جب ہمیں لفظ کذب کے متعدد معانی معلوم ہو گئے۔ جن میں اہل لسان اِس لفظ کو استعمال کرتے ہیں تو پھر اِس حدیث پاک میں لفظ کذب جو مذکور ہے اِس کا معنی جھوٹ کرنا سراسر علم دشمنی بلکہ فسادِ نیت کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں طالبانِ حق میں سے بنائے اور ہمیں ہمہ دانی کے جھوٹے غرور کی ہلاکتوں سے بچائے آمین۔

اِس طرزِ کلام کو علماء معانی تعریض کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں اور اگر اِس کو اِستعمال کرنے والا فصاحت و بلاغت کے اصولوں سے واقف ہو تو بسا اوقات تعریض کلام کو چار چاند لگا دیتی ہے۔ اِس کی نظیر ہمیں ایک صحابیہ کے قول میں ملتی ہے۔

حضرت ابو طلحہؓ رضی اللہ عنہ کا ایک بچہ بیمار تھا۔ ایک دن وہ اپنے کام کو چلے گئے اور اِس بچے نے دم توڑ دیا۔ اِن کی رفیقہ حیات حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے سوچا کہ اب بچے کے باپ کی واپسی کا وقت ہے اور وہ سارے دن کی محنت شاقہ کے بعد تھکے ماندے لوٹیں گے۔ اگر آتے ہی انہیں یہ المناک خبر دی گئی تو ان کے رنج والم کی کوئی انتہا نہیں رہے گی۔ اِس لئے بہتر ہے کہ انہیں بچے کی وفات کی اطلاع کل صبح دی جائے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے لختِ جگر کو چار پائی پر لٹا کر اِس کے اوپر چادر ڈال دی۔

کچھ دیر کے بعد حضرت ابو طلحہؓ واپس آئے اور انہوں نے آتے ہی دریافت کیا۔

کیف الغلام؟ (بچہ کیسا ہے؟)

تو اس مجسمہ تسلیم ورضا نے جواب میں کہا۔

هدأ نفسه وارجو ان یکون قد استراح (صحیح البخاری کتاب الادب)

یعنی اب اُسے سکون آ گیا ہے اور مجھے امید ہے کہ اب اس کی تکلیف جاتی رہی ہے۔

حضرت ابوطلحہؓ نے یہ سمجھا کہ واقعی اب بچے کو آرام آ گیا ہے چنانچہ اُنہوں نے وہ رات حسب معمول بسر کی۔ صبح وہ جب بیدار ہوئے تو سلیقہ شعار بیوی نے سارا ماجرا کہہ سنایا۔ وہ یہ سن کا بارگاہ رسالتؐ میں حاضر ہوئے۔ حضور کریم ﷺ کو ام سلیمؓ کے صبر وتحمل کا واقعہ سننے سے بہت مسرت ہوئی اور حضور ﷺ نے دُعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبؐ کے صدقے انہیں اور فرزند عطا فرمایا۔

حضرت اُم سلیمؓ کا جواب اس لحاظ سے درست ہے کہ مرنے کے بعد تمام بیماریوں سے نجات مل جاتی ہے، لیکن بظاہر جو اس کا مفہوم سمجھا جا سکتا ہے۔ اس اعتبار سے یہ صحیح نہیں اسی کو تعریض کہتے ہیں اور کذب کے پانچ معنوں سے ایک معنی یہ بھی ہے لیکن اسے ہم جھوٹ نہیں کہہ سکتے۔ کذب اور جھوٹ میں جو فرق ہے وہ آپ نے دیکھ لیا۔ اب حدیث کی طرف توجہ فرمائیے اور خود ہی فیصلہ کیجئے کیا معترض کا اعتراض حقیقت پر مبنی ہے۔ یا قلتِ فکر اور عدم تدبر کا نتیجہ ہے؟

یہ بحث ختم کرنے سے پہلے اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ان تین اقوال کا جملاً ذکر کر دیا جائے تو فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

پہلا قول

ان کی قوم کا تہوار تھا۔ سب جمع ہو کر باہر جاتے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بھی ان کی قوم نے کہا کہ وہ بھی خوشی کی تقریب میں شرکت کرنے کیلئے ان کے ہمراہ چلیں۔ آپ نے سوچا کہ آج صنم کدہ پجاریوں سے خالی ہو رہا ہے اور ان پتھر کے معبودوں کی جھوٹی خدائی پر ضرب کاری لگانے کا سنہری موقعہ ہے چنانچہ آپ نے اپنے دل میں کچھ ٹھان کر اپنے ساتھیوں سے فرما دیا کہ میں تمہارے ساتھ جانے سے قاصر ہوں اور اس کی وجہ یہ بتائی: اِنِّیْ سَقِیْمٌ ٥

اِس لفظ کے دو معنی ہیں ایک تو یہ کہ میں بیمار ہوں اور عام طور پر جب یہ لفظ اِستعمال کیا جاتا ہے تو اِس سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ میں اِس وقت بیمار ہوں اور اِس لحاظ سے یہ جواب حقیقت کے خلاف تھا کیونکہ آپؑ کو اِس وقت کوئی تکلیف نہیں تھی۔ لیکن یہی صیغہ اِس وقت بھی مستعمل ہوتا۔ جب کہ مستقبل میں بیمار ہونے کا اندیشہ یا احتمال ہو تو اِس لحاظ سے اِس کلام کی صحت قطعاً کوئی شبہ نہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اِنَکَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ ٥

''بے شک تمہیں بھی مرنا ہے اور انہیں بھی مرنا ہے''۔

اِسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقصد بھی یہی تھا کہ مجھے آگے چل کر بیمار ہونے کا اندیشہ ہے، لیکن کفار یہ سمجھے کہ فی الحال بیمار ہیں، یعنی تعریض ہے جو کذب کی پانچ قسموں میں سے ایک ہے لیکن یہ جھوٹ نہیں۔ (تفسیر قرطبی ج ۱۵ صفحہ ۹۳)

دوسرا قول

اِن کی قوم انہیں چھوڑ کر چلی جاتی ہے۔ آپ بت کدہ میں تشریف لے جاتے ہیں۔ وہاں قطار در قطار بت رکھے ہیں اور ان کے سامنے مٹھائی سے بھرے ہوئے طشت پڑے ہیں۔ اور ان کے وسط میں ایک بڑا بت ہے۔ آپ ایک طرف سے شروع ہوتے ہیں اور تمام بتوں کو توڑ پھوڑ کر کلہاڑا بڑے بت کے کندھے پر رکھ دیتے ہیں۔

تمام دن دادِ عیش دینے کے بعد شام کو جب پجاری واپس آئے تو اپنے خداؤں کا حشر دیکھ کر انہوں نے کہرام مچا دیا۔ سارے شہر میں سناٹا چھا گیا۔ اُن کے بُت، اُن کے بارش برسانے والے، انہیں رزق دینے والے، انہیں لڑائیوں میں فتح و نصرت دینے والے خدا ریزہ ریزہ کر دیئے گئے تھے۔ مجرم کی تلاش شروع ہوئی۔ آخر کار حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود کے دربار میں لایا گیا اور تحقیق شروع ہوئی۔ آپ سے دریافت کیا گیا:

قَالُوا ءَاَنتَ فَعَلْتَ ھٰذَا بِآلِھَتِنَا یَا اِبْرَاھِیْمُ ٥

اُنہوں نے پوچھا اے ابراہیم ہمارے معبودوں کا یہ حال تم نے کیا ہے؟ تو آپ نے اِس

بڑے بُت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔

قَالَ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَذَا فَاسْأَلُوهُمْ إِن كَانُوا يَنطِقُونَ o

آپ نے کہا میں نے نہیں بلکہ ان کے اِس بڑے بُت نے ان کا یہ حال کیا ہے۔ تم اِن سے خود پوچھ لو اگر یہ بول سکتے ہوں!

حضرت ابراہیمؑ کا یہ کہنا کہ اُنہوں نے نہیں بلکہ اِس بڑے بُت نے ان کو توڑا ہے بظاہر خلاف واقع ہے۔ کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خود اِن کو پاش پاش کیا تھا، لیکن اگر سوچا جائے تو خلیل اللہ کا یہ قول ان کے عقائدِ باطلہ کیلئے قتبلہ ذریعہ سے کم نہ تھا۔ علامہ زمخشری اِس کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اِس جواب سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقصد یہ نہیں تھا کہ اِس فعل کی اپنی ذات سے نفی کریں اور بڑے بُت کی طرف اُسے منسوب کریں بلکہ آپ کا مقصد اِس فعل کو اپنے لئے ثابت کرنا تھا لیکن اِس طریقہ سے کہ اِن بت پرستوں پر یوں الزام حجت کریں کہ انہیں اپنے عقائد کے بطلان کا اعتراف کئے بغیر چارہ نہ رہے۔ یہ اِستدلال بالکل اِسی طرح ہے جیسے تو خوش نویس ہو اور چند سطریں بہت خوشخط لکھے اور تیرا ایک بدخط دوست تجھ سے پوچھے کہ کیا یہ تم نے لکھا ہے اور تو استہزاء سے جواب دے کہ نہیں جناب! یہ تو آپ نے لکھا ہے یعنی یہ تو مسلمہ امر ہے کہ تجھ ایسا بدخط ایسا خوبصورت نہیں لکھ سکتا تو پھر میرے بغیر اور کس نے لکھا ہے (بظاہر جس چیز کی نفی ہے حقیقت میں اِس چیز کا اثبات ہے)

علامہ زمخشری کہتے ہیں کہ اِس اسلوب کلام کو تعریض کہتے ہیں۔

(تفسیر الکشاف سورۃ الانبیاء)

تیسرا قول

حضرت ابراہیم علیہ السلام جب اپنے وطن سے ہجرت فرما کر مصر پہنچے تو آپؑ کی زوجہ محترمہ حضرت سارہ علیہا السلام آپ کے ہمراہ تھیں، مصر میں اِس وقت جو فرعون حکمران تھا اِس کے تمرد وطغیان کی یہ کیفیت تھی کہ اگر کوئی شادی شدہ عورت اسے پسند آئی تو اِسے اِس کے خاوند

سے چھین لیتا، اُس کے چیلوں نے اسے بتایا کہ تیرے ملک میں ایک ایسی خاتون آئی ہے جو تیرے محل کی زینت بننے کے لائق ہے اِس نے اپنے سپاہیوں کو بھیجا کہ حضرت سارہ علیہا السلام کو زبردستی لے آئیں۔ جب وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے اور اُنہوں نے پوچھا کہ اِس سے تمہارا کیا رشتہ ہے تو آپ نے فرمایا۔ قَالَ اُختی - یہ میری بہن ہے۔ پھر آپ نے حضرت سارہ سے اِس کی وجہ بھی بیان فرمادی۔

قال یا سارة لیس علیٰ وجه الارض مومن غیری و غیرک وان هذا سألنی فاخبرته انک اختی۔الخ

ترجمہ: ''اے سارہ اِس وقت زمین مصر میں میرے اور تیرے بغیر اور کوئی مومن نہیں ہے اور انہوں نے مجھ سے تیرے متعلق پوچھا ہے تو میں نے انہیں بتایا ہے کہ تو میری بہن ہے (یعنی دین کی بہن)''۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حضرت سارہ کو بہن کہنا بظاہر تو خلاف واقع ہے لیکن اگر خیال کیا جائے کہ جس طرح نسب سے برادری ثابت ہوتی ہے اِسی طرح دین سے بھی برادری ثابت ہوتی ہے تو پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قول حقیقت کے عین مطابق ہے اور دینی برادری کے متعلق تو قرآنِ کریم نے بھی تصریح فرمادی۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ کہ تمام مومن بھائی بھائی ہیں۔

یہ ہیں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ تین اقوال جن میں آپ نے تعریض سے کام لیا ہے۔ اور یہ کذب کے پانچ معنی میں سے ایک معنی ہے۔ جن کی تحقیق پہلے گزر چکی ہے۔ اور انہیں جھوٹ کہنا عربی زبان کے اسالیب بلاغت سے ناواقفی کی دلیل ہے۔ اِس لئے اِن حضرات کا اِس وجہ سے اِس حدیث کی تکذیب کرنا اور اِسے موضوع ٹھہرانا کہ اِس میں خلیل اللہ کی طرف جھوٹ کی نسبت ثابت ہوتی ہے، بالکل بے معنی ہے۔ (سنت خیر الانام)

(جاری ہے)

Scanned with CamScanner

فلاح آدمیت: کارواں نمبر

(سید رحمت اللہ شاہ ۔لاہور)

سلسلہ عالیہ فلاح آدمیت کے خاص نمبر بعنوان ''کارواں نمبر'' کو قارئین نے بہت پسند کیا۔ سلسلہ عالیہ توحیدیہ کے بارے میں بہت سی ایسی باتوں کو قارئین کے لئے پیش کیا گیا۔ جو ماضی میں کہیں اس انداز سے نظر نہیں آتیں ۔اس شمارے میں چند باتیں اصلاح طلب اور چند سہواً رہ گئیں جنہیں ذیل میں بیان کیا گیا ہے۔

o شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ قبلہ محمد صدیق ڈار صاحب توحیدی کی روداد حیات میں 'دادی جان کی طرف سے خاندان بھی گوجرانوالہ کے نزدیک قصبہ 'مرالی والہ' میں ہے' درست نہیں۔ آپکے نانا جان کا خاندان 'مرالی والہ' میں ہے۔ آپ کے اعزازات میں 'تمغہ خدمت PK II' لکھا گیا ہے جبکہ یہ 'تمغہ خدمت TK-II' ہے۔

o دسمبر ۱۹۷۶ کے آخری ایام میں جب قبلہ محمد صدیق ڈار صاحب کی بانیٔ سلسلہؒ سے ملاقات ہوئی تو ان دنوں کراچی سے جناب اکبر صاحب اور جناب سعید صاحب ڈیوٹی پر تھے۔ جناب سعید صاحب ہمارے وہ بھائی ہیں جو لاہور میں رہائش پذیر تھے اور ان کے ہاں اولاد نہیں تھی ۔ڈاکٹر ان کے جنسی خلیے مردہ قرار دے چکے تھے۔ حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کی نظر کرم سے یہ صحت یاب ہو گئے، ان کے ہاں اولاد ہوئی ۔ ڈاکٹر کے مطابق ایسا ممکن نہیں تھا۔ ان کا دوبارہ میڈیکل چیک اپ ہوا تو وہ صحت یاب ہو چکے تھے۔ ڈاکٹر نے دریافت کیا کہ کہاں سے علاج کرایا ہے اس کا علاج تو پاکستان میں نہیں ہے۔ اسے بتایا گیا کہ حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ نے علاج کیا ہے۔ وہ ڈاکٹر آپؒ سے ملنے کیلئے آیا۔ روحانیت سے متاثر ہوا، اس نے روحانیت سیکھنے کی خواہش کا اظہار بھی کیا۔ یہ ڈاکٹر قادیانی تھا۔ باباجیؒ نے صاف انکار کر دیا اور فرمایا کہ یہ تم ربوہ سے لو یہی تو وہ چیز ہے جو تمہارے پاس نہیں ہے۔ یہ واقعہ 'جراثیم زندہ ہو گئے' کے عنوان سے محفوظ ہے۔

o قبلہ محمد صدیق ڈار صاحب کی دسمبر ۱۹۷۶ میں حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کے ساتھ

ایک ہفتہ شب و روز گزارنے سے پہلے راولپنڈی میں جناب مولوی نیک محمد صاحب المعروف مولوی مٹھائی سے ملاقات ہو چکی تھی۔ مولوی نیک محمد صاحب بانئ سلسلہؒ کے پاس ڈیوٹی دے کر واپس راولپنڈی آ چکے تھے۔ حال احوال کے بعد انہوں نے قبلہ محمد صدیق ڈار صاحب کو بتایا کہ باباجیؒ کو رات کے وقت بھوک لگ جاتی ہے۔ رات کو کھانے کے لئے ایک دو ٹوسٹ اور کباب وغیرہ تیار کر کے ایک ٹفن میں آپؒ کے کمرے میں رکھ دیے جاتے۔ باباجیؒ رات کو اٹھ کر کسی وقت بھی مانگ لیتے۔ مولوی نیک محمد صاحب کی ڈیوٹی کے دوران ایک مرتبہ باباجیؒ رات کو نیند سے بیدار ہوئے تو کہا ''کدھر ہے میرا ٹفن؟ لاؤ مجھے دو۔'' باباجیؒ نے ٹفن کھولا اس میں سے خود بھی کھایا، مولوی نیک محمد صاحب اور ڈیوٹی پر موجود ان کے دوسرے ساتھی کو بقیہ کباب دے دیے کہ لو کھاؤ۔ باباجیؒ خود دے رہے تھے اسلئے خوب مزے سے کھائے اور سو گئے۔ باباجیؒ نے ایک ڈیڑھ گھنٹے بعد دوبارہ اٹھ کر کہا کہ کہاں ہے میرا ٹفن؟ لاؤ۔ اب کیا لانا تھا۔ باباجیؒ نے خوب جھڑکا۔ کہ میرا راشن کھا جاتے ہو، میں رکھتا ہوں کہ رات کو بھوک لگتی ہے، میں کھاؤں گا۔ یہ ڈیوٹی کرتے ہیں۔ میرے ٹفن سے راشن کھا جاتے ہیں۔''

o قبلہ محمد صدیق ڈار صاحب توحیدی نے باباجیؒ سے ملنے کیلئے آنا تھا تو مولوی نیک محمد صاحب نے بتا دیا تھا کہ ذرا احتیاط رہنا۔ قبلہ محمد صدیق ڈار صاحب باباجیؒ کے ساتھ دن رات رہ رہے تھے تو وہی Scene ہوا۔ باباجیؒ نے ٹفن منگایا کہ لاؤ۔ جناب اکبر صاحب بھی ساتھ تھے۔ اب مکڑی اور فقیر والا واقعہ دہرایا جا رہا تھا۔ باباجیؒ نے دیا کہ کھاؤ۔ قبلہ محمد صدیق ڈار صاحب نے لیا اور کھا لیا۔ مگر مزید کچھ نہیں ہوا۔ قبلہ محمد صدیق ڈار صاحب فرماتے ہیں کہ ''باباجیؒ دے رہے تھے۔ لے کر کھا لیا۔ سوچا دوبارہ یہ نصیب ہو نہ ہو، ڈانٹ پڑنی ہو گی تو پھر بھی پڑ جائے گی۔

o قبلہ محمد صدیق ڈار صاحب کی روداد میں لکھا جانے والا شعر درست نہیں۔ درست شعر یہ ہے۔

جے گر چاہیں وحدت رب دی
مل مرشد دیاں تلیاں ہو۔

o 'سنہری یادیں' مضمون میں قاضی غیور احمد انصاریؒ اور سید عطاء اللہ شاہ صاحبؒ کا تذکرہ قاضی غیور احمد انصاری صاحبؒ کے عنوان میں اکٹھا ہو گیا ہے۔ سید عطاء اللہ شاہ صاحبؒ کے

احوال درج ذیل پیراگراف سے شروع ہوتے ہیں۔

o ''مرتضٰی صاحب جب لیبیا چلے گئے تو قاضی غیور احمد انصاریؒ راولپنڈی آ گئے۔ جب ان کا لاہور تبادلے کا سلسلہ ہوا تو مجاز کی مسند عطاء اللہ شاہ صاحب کے حصہ میں آئی۔۔۔۔''

o اسی طرح آفتاب احمد خان صاحب کے بارے میں تحریر کا آخری پیراگراف ''ایک اور ہمارے پیر بھائی کا تعارف شاندار ہے۔ چھٹی جماعت میں پڑھنے والا دس سال کا چھوٹا سا بچہ، جس کیلئے بانیٔ سلسلہؒ اپنے پاس ٹافیاں رکھا کرتے تھے۔۔۔۔''

یہ پورا پیراگراف سید رضا علی شاہ صاحبؒ کی یاد میں ان کے نام کے نیچے آئے گا۔

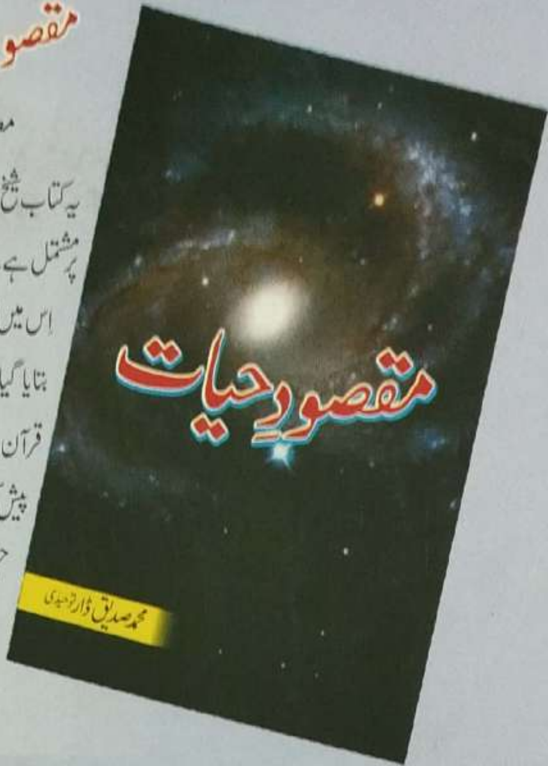
o 'گلشن میں رنگ و خوشبو' کے عنوان سے حلقہ جات کا تعارف اور مختصر ترین تاریخی پس منظر بیان کیا گیا ہے۔ اس مضمون میں راولپنڈی کے بارے میں تحریر جناب پیر خان صاحب توحیدی کی طرف سے شائع ہوئی۔ اس تحریر میں کچھ تصحیح اور اضافے کی ضرورت ہے۔ جو یوں ہے۔

حلقہ توحیدیہ راولپنڈی کے قیام کی ۱۹۶۲ والی بات درست نہیں۔ قبلہ محمد صدیق ڈار صاحب توحیدی ۱۹۵۹ میں بیعت ہوئے تو یہ حلقہ موجود تھا۔ قبلہ محمد صدیق ڈار صاحب توحیدی راولپنڈی حلقہ کے پہلے خادم حلقہ بھی نہیں ہیں۔ آپ سے پہلے جناب نور صاحبِ حلقہ توحیدیہ راولپنڈی کے خادم حلقہ رہے۔ ان کی پوسٹنگ ہوگئی تو باباجیؒ نے قبلہ محمد صدیق ڈار صاحب سے فرمایا کہ ''آپ کو خادم حلقہ بنا دیں۔'' قبلہ محمد صدیق ڈار صاحب نے جواب دیا کہ ''میں تو نیا ہوں، مجھے تو پتا نہیں ہے۔'' باباجیؒ نے فرمایا کہ ''Confidence ہونا چاہیے۔ آپ کو اتنی بڑی سرنج دے دی ہے، جس کو لگاؤ گے لگے گا۔'' باباجیؒ فرما رہے تھے تو یہ ہونا تھا۔ قبلہ محمد صدیق ڈار صاحب کو راولپنڈی حلقہ کا خادم حلقہ بنا دیا گیا۔ حلقہ ذکر آپ کی رہائش گاہ واقع شہر سلطان اور پھر کامران بازار ہوتا رہا۔ حلقہ توحیدیہ راولپنڈی کے بارے میں قوی گمان یہ ہے کہ یہ حلقہ باباجیؒ کی حیات میں کراچی قیام کے دوران، سلسلہ عالیہ توحیدیہ کی بنیاد کے اولین ایام میں ہی پشاور حلقہ کے ساتھ ہی مستحکم ہو گیا تھا۔

مکتبہ توحیدیہ کی مطبوعات

مقصودِ حیات

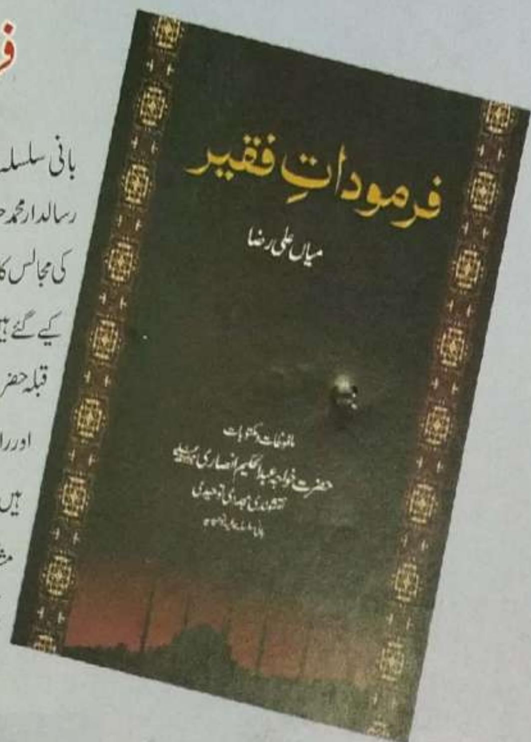
مصنف: محمد صدیق ڈار توحیدی (شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ)



یہ کتاب شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ قبلہ محمد صدیق ڈار صاحب کے سالانہ خطبات پر مشتمل ہے۔ جو اُنہوں نے سلسلہ توحیدیہ کے سالانہ اجتماعات پر ارشاد فرمائے۔ اس میں تصوف کی تعلیمات کو قرآن کی روشنی میں ثابت کیا گیا ہے۔ اور یہ بتایا گیا ہے کہ تصوف اسلام اور قرآن سے باہر کی کوئی چیز نہیں بلکہ یہ عین قرآن کے احکامات کا نام ہے اور قرآن جس طرح کے بندہ مومن کی تصویر پیش کرتا ہے وہ بلاشبہ ایک سچے صوفی کا ہی روپ ہے۔ قرآن پاک کے حقیقی پیغام کو آسان پیرائے میں سمجھنے کیلئے یہ کتاب سالکانِ راہ حق کیلئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔

فرموداتِ فقیر

مرتب: میاں علی رضا



بانی سلسلہ عالیہ توحیدیہ، خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ اور آپکے دوست اور محسن رسالدار محمد حنیف خاںؒ کی سوانح حیات کیساتھ اِس کتاب میں قبلہ انصاری صاحبؒ کی مجالس کا تذکرہ اور اپنے مریدوں کو مختلف اوقات میں لکھے ہوئے خطوط شامل کیے گئے ہیں۔

قبلہ حضرت کی مجالس میں بیان کیے گئے چھوٹے چھوٹے واقعات نہایت سبق آموز اور راہ سلوک کے مسافروں کے علاوہ عام قارئین کیلئے بھی یکساں دلچسپی کا باعث ہیں۔ آپکے لکھے ہوئے جوابی خطوط میں بھائیوں کیلئے دینی و دنیاوی اور روحانی مشکلات کے حل کا سامان موجود ہے۔ نہ صرف اِن کیلئے جن کو یہ خطوط لکھے گئے بلکہ اب بھی ہر پڑھنے والے کیلئے فائدے کا سبب ہیں۔

Reg: SR - 01
Website: www.toheedia.net